سرکاری رپورٹ

تیرہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 22 مئی 1996ء بمطابق 4 محرم الحرام 1417ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک وترجمہ	۴
۲۔	وقفہ سوالات	۵
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۱۰
۴۔	تحریک التواء نمبر ۷ منجانب مولانا عبدالباری صاحب (مسترد)	۱۱
۵۔	یونیورسٹی آف بلوچستان کا مسودہ قانون پیش کیا گیا۔	۲۷
۶۔	سردار اختر مینگل کی تحریک نمبر (۱) پر عام بحث	۲۷

جلد تیرہواں

شمارہ چہارم

(الف)

1- جناب اسپیکر __________ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ________ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی __________ اختر حسین خاں

2- جوائنٹ سیکریٹری (قانون) ______ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔	نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔	جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔	شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔	میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔	ملک گل زمان کانسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔	میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔	ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اوقاف زکوٰۃ
۸۔	ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔	مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔	مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔	مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔	مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔	ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔	مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔	مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔	سردار ثناءاللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔	میر اسراراللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔	حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔	نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔	نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔	میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔	سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بیاڈواسا
۲۳۔	سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بار کھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔ عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔ ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔ مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔ مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد
۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات / مستونگ
۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔ سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔ سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 22 مئی 1996ء بمطابق 4 محرم الحرام 1417 ہجری

(بروز بدھ)

زیر صدارت جناب عبدالوحید بلوچ۔ اسپیکر

بوقت گیارہ بجکر پینتیس منٹ صبح صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ صدق اللہ العظیم

ترجمہ : کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا کیسا (خراب) انجام ہوا حالانکہ بل بولتے میں (وہ لوگ) ان سے بڑھ کر تھے اور اللہ (کچھ گیا گزرا) نہیں ہے کہ آسمان و زمین میں اس کو کوئی چیز بھی عاجز کر سکے بے شک وہ سب کے حال سے واقف اور بڑی قدرت والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر : مولانا عبدالباری صاحب سوال نمبر324 دریافت فرمائیں۔

324.X- مولانا عبدالباری : 25 جنوری 1996ء کے اجلاس میں موخر (شدہ) کیا وزیر کھیل و ثقافت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 95-1994ء کے دوران اسپورٹس کی مد میں کل کس قدر فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ نیز اس فنڈ کی ضلع وار تقسیم کی تفصیلات بھی دی جائے؟

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر کھیل و ثقافت) : حکومت بلوچستان صوبے میں مختلف کھیلوں کے فروغ کے لئے ہر سال جو فنڈز مہیا کرتی ہے وہ تمام ڈپٹی کمشنروں و ڈویژنل کمشنروں کو اپنے اپنے علاقے میں مختلف کھیلوں کے لئے بھیجی جاتی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

-1	ڈپٹی کمشنر کوئٹہ	دو لاکھ روپے
-2	پشین	دو لاکھ روپے
-3	چاغی	پچاس ہزار روپے
-4	قلات	ایک لاکھ روپے
-5	جعفر آباد	ایک لاکھ پچاس ہزار روپے
-6	نصیر آباد	پچاس ہزار روپے
-7	جھل مگسی	پچاس ہزار روپے
-8	بولان	پچاس ہزار روپے

9- گوادر	پچاس ہزار روپے
10- پنجگور	پچاس ہزار روپے
11- سبی	ایک لاکھ روپے
12- ڈیرہ بگٹی	پچاس ہزار روپے
13- کوہلو	پچاس ہزار روپے
14- آواران	پچاس ہزار روپے
15- بیلہ	ایک لاکھ روپے
16- مستونگ	پچاس ہزار روپے
17- خضدار	ایک لاکھ روپے
18- تربت	ایک لاکھ پچاس ہزار روپے
19- خاران	پچاس ہزار روپے
20- ژوب	پچاس ہزار روپے
21- قلعہ عبداللہ	پچاس ہزار روپے
22- بارکھان	پچاس ہزار روپے
23- لورالائی	پچاس ہزار روپے
24- قلعہ سیف اللہ	پچاس ہزار روپے
25- موسیٰ خیل	پچاس ہزار روپے

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر کھیل و ثقافت) : تفصیل آپ کے سامنے ہے جو فنڈز ہمیں ملتے ہیں وہ ہم کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کو بھیج دیتے ہیں اور پھر وہ اسے تقسیم کردیتے ہیں۔ اگر کوئی ضمنی سوال ہو تو پوچھیں۔

مولانا عبدالباری : جناب والا یہ جو لسٹ میں پشین اور ڈسٹرکٹ کوئٹہ کو رقم دو

لاکھ کی دی ہے اس بارے میں یہ گزارش کرنی تھی یہ جو دو لاکھ روپے کی رقم دی تھی کیا یہ رقم خرچ ہو چکی ہے۔ اور جن چیزوں پر یہ رقم خرچ ہوئی ہے کیا وہ صحیح مصرف پر خرچ ہوئی ہے یا نہیں۔

وزیر کھیل و ثقافت : مولانا صاحب یہ ایک نیا سوال ہے ویسے جو ہم یہ پیسے تقسیم کرتے ہیں وہاں جو اسٹیشن ہیں یا وہاں جو اسپورٹس ایکٹی وٹیز (Sport Activities) ہوتی ہیں۔ اس کے مطابق فنڈز کو تقسیم کیا جاتا ہے اگر اس پر آپ کو مزید تفصیل چاہئے تو ہم ان سے مزید تفصیل لے لیتے ہیں اور آپ کو بتا دیں گے کہ فنڈز کس طرح تقسیم ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب والا چونکہ میں نے تفصیل مانگی ہے اور اس میں تفصیل نہیں ہے میں نے ضلع وار تقسیم مانگی ہے اور پشین بھی ضلع ہے کلی تو نہیں ہے۔

وزیر کھیل و ثقافت : آپ نے پشین کی ضلع وار تقسیم کے بارے میں پوچھا ہے تفصیل نہیں مانگی آپ نے یہ کہا کہ فنڈز کتنے ہیں اور آپ نے ضلع وار تقسیم کے بارے میں پوچھا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب والا اس کی ذرا تھوڑی سی مجھے تفصیل دے دیں۔

وزیر کھیل و ثقافت : جناب والا یہ اچھی بات ہے کہ مولانا صاحب کو کھیلوں کا شوق بھی ہے اور ہماری حکومت ہمیں کچھ فنڈز زیادہ دے دے ہمارے جتنے بھی مولانا صاحبان ہیں۔

مولانا عبدالباری : میر صاحب میں مولانا صاحبان کے بارے میں آپ کو ذرا بتا دوں کھیل اسلام میں بھی صحت کے لئے ہے اور بدن سازی کے لئے صرف اس میں نماز اور اخلاق کی پابندی ہے ناجائز شرائط نہ ہوں اور تیسری بات یہ کہ پردے کے ساتھ ہو بس اگر ان تین چیزوں کے ساتھ ہو جائے تو اسلامی ہے اور باقاعدہ سنت ہے اور اگر جہاد کے جذبہ سے کریں تو پھر یہ سنت نبویؐ ہے۔ آپ سیکریٹری صاحب سے کہیں

کہ وہ اس کی تفصیل دے دیں۔

وزیر کھیل و ثقافت : یہ اچھی بات ہے تفصیل آپ کو بتا دیں گے۔

مولانا عبدالباری : کیونکہ ہمارے پورے ڈسٹرکٹ پشین میں ایک ٹورنامنٹ پر پورے پیسے خرچ ہو رہے ہیں وہ بھی پشین بازار میں آپ اسے پھیلائیں یہ میرا آپ کو مشورہ ہے آپ اس بات سے مطمئن ہیں۔

وزیر کھیل و ثقافت : مولانا صاحب ہم انہیں لکھیں گے انہوں نے ضلع وار تقسیم کس طرح کی ہے کن کن اسٹیشنوں کو انہوں نے پیسے دیئے ہیں اور سال میں انہوں نے کیا ایکٹی ویٹی (Activity) کی ہیں کھیلوں کے فروغ کے سلسلہ میں یہ آپ کو ہم بتا دیں گے۔

جناب جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب اسپیکر میں مولانا صاحب سے پوچھوں گا کہ یہ پردے کے ساتھ کس طرح کھیل کھیلا جاتا ہے۔ (قہقہے) میں مولانا صاحب سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ پردے کے ساتھ کس طرح کھیل کھیلا جاتا ہے۔؟

مولانا عبدالباری : جناب والا پردہ کے معنی یہ ہیں کہ جو کھیل شلوار کے ساتھ ہو گا اس میں پردہ کا کچھ انتظام ہو گا جناب میر صاحب آپ ذرا ایسا کریں کہ ضلع پشین اور ڈسٹرکٹ کوئٹہ کو کچھ زیادہ فنڈز ملا ہے دو دو لاکھ اس میں آپ کی اور سی ایم صاحب کی مہربانی ہوگی کیونکہ سی ایم صاحب بھی کھیلوں کا شوق رکھتے ہیں اور چیف منسٹر صاحب تو بہت سے کھیلوں کا شوق رکھتے ہیں (قہقہے) تو جناب اس بارے میں تفصیل مہیا کریں گے۔ اور دوسرے انکوائری کریں کہ یہ رقم کس کس چیز پر خرچ ہو چکی ہے اور پشین میں جہاں تک میں نے خود دیکھا ہے اور سی ایم صاحب بھی آئے تھے وہاں پر ایک ٹورنامنٹ پر سب کچھ خرچ ہو رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے پھیلایا جائے سب ڈویژن میں کرائیں اور سب تحصیل میں کرائیں۔ یہ ٹھیک ہے مہربانی۔

جناب اسپیکر : سوال نمبر346 مولانا عبدالباری

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) : جناب اسپیکر منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں جاپان گئے ہوئے ہیں جب وہ آئیں گے آپ کے جواب دے دیں گے یا پھر..... ؟

مولانا عبدالباری : ڈاکٹر صاحب بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر صحت کی صحت اکثر خراب رہتی ہے۔ تین سال سے جو میں نے وزیر صحت دیکھا ہے اس کی اکثر صحت خراب ہوتی ہے کبھی آنکھ ڈالنے لاہور جاتے ہیں کبھی کان کے علاج کے لئے لاہور جاتے ہیں کبھی کوئی چیز ڈالتے ہیں کبھی کونی اور چیز ڈالنے کے لئے جاتے ہیں سب کو معلوم ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) : جناب والا میں اور آپ اگر اس عمر میں پہنچ جائیں تو میرا اور آپ کا بھی یہی حال ہوگا۔

مولانا عبدالباری : جناب والا تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے بچائے تو ہم اس وقت منسٹری بھی نہیں کریں گے آپ تو ڈاکٹر بھی ہیں ماشاء اللہ جب آپ کی طرح ڈاکٹر بیٹھا ہے تو ایک کروڑ جو ہے پتہ نہیں تیرہ لاکھ خرچ ہو چکے ہیں اتنے پیسے بڑے بڑے لوگ خرچ کرتے ہیں اور ہمارے اس سول ہسپتال میں کسی کو سردرد کی گولی بھی نہیں ملتی ہے یہ قابل رحم بات ہے جناب اسپیکر وزیر صحت کو ذرا پابند کریں کہ وہ صحت پر ذرا کم توجہ دیں اور وزارت پر ذرا زیادہ توجہ دیں کیونکہ وہ پہلے وزیر ہیں پھر صحت ہے یعنی وزیر صحت پہلے سے وزارت پر توجہ دیں پھر صحت پر توجہ دیں انہوں نے وزارت کی بجائے صحت پر زیادہ توجہ دی ہے۔

جناب اسپیکر : مولانا صاحب چونکہ وزیر صحت نہیں ہیں اس لئے ان کے تمام سوالات آئندہ اجلاس تک کے لئے موخر کئے جاتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب والا میں تصحیح چاہتا ہوں میں نے صرف 1992ء کا سوال نہیں کیا ہے بلکہ 1992ء سے لے کر 1995ء تک سوال پوچھا ہے شاید کتابت میں

کوئی غلطی ہے۔

جناب اسپیکر : آپ سیکریٹریٹ کو لکھ کر دے دیں۔ رخصت کی درخواستیں اگر ہوں تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

(رخصت کی درخواستیں)

سیکریٹری اسمبلی : سردار ستزام سنگھ نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر عبدالنبی جمالی نے طبعیت ناساز ہونے کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست بھیجی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جناب سعید احمد ہاشمی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر 22 اور 23 مئی 96ء کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : سید شیر جان بلوچ صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر اسرار اللہ زہری صاحب طبعیت ناساز ہونے کی بناء پر

آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ گزین مری صاحب سرکاری دورے پر کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ انہوں نے 22 اور 23 مئی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : جناب اسپیکر میں آپ کی توجہ کلاز نمبر 230 کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ جس میں ایک وزیر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ اسمبلی میں کوئی اسٹیٹ منٹ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

جناب اسپیکر : تو دے دیں۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : جناب تو اس سلسلے میں میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں اور یہ ایک اہم معاملہ ہے جس کے متعلق میں اسمبلی میں آج بیان دینا چاہتا ہوں۔ کلاز نمبر 230 ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب میں اپنی تحریک پیش کردوں پھر جو کچھ وہ بولنا چاہے بولے۔ کیونکہ میری جو تحریک ہے وہ اسمبلی کارروائی کا آج کا حصہ ہے۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : مولانا صاحب پھر شروع سے چھوڑیں اپنی بات کو مولانا صاحب۔

مولانا عبدالباری : جناب میری تحریک پہلے ہے اور اسمبلی کارروائی کا جب یہ حصہ ہے تو اس تحریک کے بعد ان کی بات ہونی چاہئے۔

جناب اسپیکر : جی خان صاحب آج اسٹیٹ منٹ دے دیں۔

عبدالحمید خان اچکزئی : اجازت یہ کلاز یہ کہتا ہے کہ

A statement may be made by a whister on a wather of public importance with the tonrent of the speaker, but no question shall be asked No discution takes place there no at the time statement is made.

تو جناب اسپیکر میرے سامنے جو اخبارات پڑے ہوئے ہیں جنگ آج کے اور کل کے جس میں مولانا باری اور ایک مولانا نور محمد صاحب کی طرف سے میری کردار کشی کے لئے یہ کوشش کی گئی ہے کہ ایک غلط خبر اور بہت سارے تبصرے کر کے اسے اخبارات میں چھاپا گیا ہے جناب والا مجھ سے یہ خبر منسوب کی گئی ہے کہ میں نے خدا نخواستہ فقہ اسلامیہ کو خرافات کہا ہے جو کہ بے معنی اور بالکل لایعنی بات ہے۔ جب پچھلے دنوں بحث ہو رہی تھی سوال جواب اسمبلی میں پیش ہو رہے تھے اس وقت میں نے یہ لفظ استعمال کیا تھا مگر اور لہجے میں۔ میں جسارت کیسے کر سکتا ہوں میں بفضل تعالیٰ خود اپنے آپ کو ایک سچا مسلمان سمجھتا ہوں اور عقیدے کی رو سے بھی اور عملاً" بھی مجھے کسی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں کہ میں مسلمان ہوں یہ یا وہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے جس کو خرافات کہا جائے اور جس کا تعلق فقہ سے ہو دراصل میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے کہ ہم امام ابو حنیفہ کے پیروکار ہیں جو فقہ اسلام میں فقہ کا استاد مانا جاتا ہے اور اسلام میں فقہ کے متعلق کام کیا ہے پیرو کار ہونے کے علاوہ ذاتی طور پر انتہائی معتقد بھی ہوں۔ ان کا اسٹوڈنٹ بھی ہوں۔ اور فقہ جو انہوں نے پیش کیا۔ اور اسلام میں جو فقہ کا موجد امام ابو حنیفہ سمجھا جاتا ہے جس کو میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ تو میں یہ جسارت کیسے کر سکتا ہوں۔ کہ میں فقہ کو خدا

نخواستہ جس کی بنیاد قرآن اور سنت پر ہے اس کو خرافات کہوں۔ یہ غلط خبر۔ مکروہ اور بے بنیاد خبر ہے میرے ساتھ منسوب کی گئی ہے اخباروں میں میں ایوان سے بھی اور آپ سے بھی یہ التجا کروں گا کہ اس قسم کے مذموم مقاصد کے لئے جو لوگ اپنی باتوں کو استعمال کرتے ہیں دراصل میں ڈیٹیل میں نہیں جانا چاہوں گا ہوتا یہ ہے کہ اس قسم کا شوشہ چھوڑ دیا جاتا ہے غلط قسم کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور لوگوں میں ادھر ادھر لوگوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے یہ کہا فلاں نے یہ کہا۔ میں نے صرف اتنی سی بات کی تھی کہ اس وقت جب بحث ہو رہی تھی تعلیمی نصاب پر کہ جو قانون کا جو شعبہ ہے اسلام میں جس کو فقہ کہا جاتا ہے یہ بڑا وسیع اور مشکل مضمون ہے اس کو چھوٹے بچوں کے نصاب میں شامل نہیں کرنا چاہئے جو اسمبلی کے ریکارڈ پر میں نے صرف اتنی سی بات کی تھی اور جو خرافات کا لفظ ہے میں نے استعمال کیا تھا وہ جناب حضرت مولانا عبدالباری صاحب کے متعلق استعمال کیا تھا ان کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی سوال جواب اسمبلی میں ہوتا ہے مولانا صاحب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں نہ خود کچھ بولتے ہیں نہ دوسروں کو بولنے دیتے ہیں بس خود بولتے جاتے ہیں میں نے اس کی اس حرکت کو گویا یہ لفظ استعمال کیا تھا ان کی اس حرکت پر کہ بابا چھوڑو جو یہاں نصاب کی جو بات ہو رہی ہے نصاب میں دنیا کے کسی نصاب میں قانون جیسے بڑے وسیع مضمون کو بچوں کے نصاب میں کیسے شامل کیا جاسکتا ہے میں نے صرف اتنی سی بات کی تھی اور مولانا صاحب نے اخبارات میں یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ میں نے کہا تھا کہ فقہ خدا نخواستہ یہ ہے میں اس کی پرزور الفاظ میں تردید کرتا ہوں اور ایوان کے سامنے بھی اور آپ کے نوٹس میں بھی یہ بات لانا چاہوں گا کہ اس قسم کی مذموم حرکتیں پھر جس کو بنیاد بنا کر کے اور پروپیگنڈا کرتے اور اپنے سیاسی مقاصد کے لئے ان باتوں کو استعمال کرتے ہیں میں آپ سے اپنے استحقاق کو استعمال کرتے ہوئے التجا کروں گا کہ اس قسم کی مذموم حرکتیں اور پروپیگنڈا اور غلط قسم کے شوشے جو اخبارون میں دیئے جاتے ہیں اس کے سدباب کے لئے کوئی راستہ

نکالیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر : تحریک التواء نمبر7 مولانا عبدالباری پیش کریں۔

مولانا عبدالباری : میں حسب ذیل تحریک التواء پیش کرتا ہوں۔ یہ کہ میں صوبائی وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر عبدالمالک صاحب سے سوال نمبر321 میں فقہ اسلام کو نصاب تعلیم میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن پشتونخواہ میپ کے ایم پی اے اور صوبائی وزیر آبپاشی عبدالحمید خان صاحب نے بلاوجہ اٹھ کر بغیر موقع و محل کے اس سوال اور فقہ اسلامی کو نصاب تعلیم میں شامل کرنے کی مخالفت کرتے ہوئے اسلامی اقدار کی دشمنی کا ثبوت دیا۔ حالانکہ نہ تو ان سے سوال کا تعلق تھا۔ اور نہ ہی وہ جواب دے سکتے تھے۔ انہوں نے فقہ اسلامی کو خرافات سے تعبیر کیا اور ساتھ ہی کہا کہ آپ اور علماء کرام فقہ نہیں پڑھا سکتے۔ اسلامی علوم سے واقفیت رکھنے والے مسلمانوں کو بخوبی علم ہے۔ کہ فقہ قرآن و احادیث کے بعد اسلامی قانون کا تیسرا بڑا ماخذ ہے۔ اس کو خرافات کہنا۔ امت مسلمہ کی توہین ہے۔ اس طرح عبدالحمید خان اچکزئی صاحب نے علماء کرام کی توہین کے علاوہ اسلامی اقدار کا بھی مزاق اڑایا جس سے نہ صرف میری بلکہ تمام معزز اراکین اسمبلی کی دل آزاری ہوئی اور انہوں نے تمام مسلمانوں کے دینی عقیدے کو مجروع کیا ہے۔ کیونکہ اس معزز اسمبلی نے تمام مسلمان معزز اراکین فقہ اسلامی کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں۔ چونکہ یہ انتہائی احساس ضروری اور فوری نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس لئے اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر : تحریک التواء پیش ہوئی۔ مولانا صاحب آپ اس پر اپنا مختصراً نکتہ نظر پیش کریں۔ تحریک التواء کو مد نظر رکھتے ہوئے۔

مولانا عبدالباری : بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب اسپیکر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ نے اس بارے میں اختصار کا لفظ

استعمال کیا ہے کہ مختصراً"۔

جناب اسپیکر : ہاں یہ فی الحال بحث کے لئے نہیں ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اس دن جب سردار صاحب تحریک پیش کر رہے تھے تو سردار صاحب نے پس منظر پر بڑی تقریر کی تھی تو جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلامی اقدار کی حفاظت کریں اور اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر اسلامی اقدار اور اسلامی علوم جن کا ماخذ قرآن اور سنت ہے۔ جس کا تمام زندگی کے اجریات اور عملیات سے تعلق ہے فقہ میں صرف قانون نہیں ہے نہ فقہ میں اخلاق ہے۔ بلکہ فقہ میں ارکان خمسہ مسائل اسلامیہ کا مکمل طریقے سے ذکر ہے۔ فقہ میں طہارت، صلات، صوم، زکوٰۃ حج بعیع اور شرع ان تمام چیزوں کا تعلق ہے جس کا صرف تعلق ریاست سے نہیں ہے بلکہ اکثر کا تعلق عبادات اور انسانی زندگی سے ہے تو اس سے بڑھ کر بدقسمتی کیا ہوگی اور اگر ہمارا یہی غلط عقیدہ رہا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے ممبر صاحبان اتنی جرات کرے۔ جو ریکارڈ پر ہے اور اسمبلی کا ریکارڈ میرے پاس ہے۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : جناب اسپیکر مولانا صاحب چونکہ بچوں کے دماغ کو علم کو ان کے اس کو ٹیکس کرنا چاہتے ہیں اپنے خرافات سے ہم اس خرافات کو روکنا چاہتے ہیں فقہ چھوٹے بچوں کا کام نہیں ہے تو جناب اسپیکر فقہ ایک علم ہے اور فقہ چھوٹے بچوں کا کام نہیں ہے تو جناب اسپیکر فقہ ایک علم ہے اور فقہ میں صوم اور صلات کا ذکر ہے۔ تو اگر علم سے چھوٹے بچوں کے علم کو آراستہ نہ کرے جس فقہ کا تعلق قانون کے ساتھ ہے معاشرت کے ساتھ ہے۔

جناب اسپیکر : آپ اس کو پڑھیں اور اس کی کاپی مجھے بھی دیں۔

مولانا عبدالباری : جناب یہ مکالمہ ہمارے اور ڈاکٹر صاحب کے درمیان ہو رہا تھا اسی دن جو کہ 321 سوال نمبر ہے۔ اور اس بارے میں جناب ڈاکٹر صاحب نے

کہا کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں تو اس پر وزیر صاحب نے مداخلت کی جو بلاوجہ مداخلت تھی۔

عبدالحمید خان اچکزئی : مولانا صاحب میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ مولانا صاحب فقہ کا نام لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ خواہ مخواہ نہیں آپ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں سوال یہ ہے کہ اب بولتے جاؤ اپنی بات کو چھپانے کے لئے مولانا صاحب آپ نے جس مضمون کو چھیڑا ہے نہ اس کا آپ کو پتہ ہے فقہ کیا ہوتا ہے نہ آپ کے علمائے صاحبان کو پتہ ہوتا ہے تو آپ چھوٹے بچوں کے دماغ کو ان کے علم کو ان کے اس کو ٹیکس یہاں لفظ "ٹیکس" لکھا ہے ٹیکس کرنا چاہتے ہیں اپنے خرافات سے ہم اس خرافات کو روکنا چاہتے ہیں فقہ چھوٹے بچوں کا کام نہیں ہوتا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب یہ قرآن اور سنت کو خرافات سمجھتے ہیں ذرا تجدید ایمان کرے خان صاحب۔

جناب اسپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

مولانا عبدالباری : عبدالحمید خان اچکزئی آپ کو فقہ نہیں آتا ہے آپ چھوٹے بچوں کو کیا سمجھائیں گے۔

تو جناب اسپیکر انہوں نے نظریہ پاکستان کی توہین کی ہے اور جناب جس بنیاد پر پاکستان بنا ہے۔ گورنر ہاؤس میں انہوں نے وزارت کے لئے حلف اٹھایا تھا اس میں باقاعدہ حلف کا ذکر ہے۔ اس کے لئے میں آئین کی چند دفعات کا حوالہ دیتا ہوں۔ آئین کی دفعہ 2 میں آرٹیکل نمبر2 "اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا"۔ اور جناب آئین کی تمہید میں لکھا ہے۔ "چونکہ اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کی جمہور کو جو اختیار اس کو مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہوگا۔ وہ ایک مقدس امانت ہے۔ جس میں مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی عمل میں اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کی مقتضیات کے مطابق جس طرح قرآن پاک

وسنت میں تعین کیا گیا ہے ترتیب دے سکیں۔ تو یہ عمل جو ہے آئین میں باقاعدہ اسلامی عمل کا ذکر ہے اور اسلامی عمل سے ہمارے علوم میں جو ہے وہ فقہ ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : جناب یہ تو سب غیر متعلقہ باتیں ہیں جو کہ بڑی بات ہے وزیر صاحب نے خود ہی کلیئر کردیا ہے۔ کہ میں نے اس طرح سے کوئی بات ہی نہیں کی ہے۔ اگر ان کی تحریک منظور ہوگئی ہے تو وہ اس پر بات کریں۔ جیسا کہ آپ نے پہلے کہا کہ بھائی ٹیکسٹ تک محدود رہیں۔ یا اس چیز تک ہی محدود رہیں وزیر صاحب نے کلیر کردیا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب میں نے سوال ڈاکٹر کلیم اللہ سے کیا تھا۔ وہ فقہ کا کہا تھا اور جو ڈاکٹر صاحب نے جواباً" کہا تھا وہ بھی فقہ کے بارے میں تھا۔ تو وزیر صاحب نے جب یہ معاملہ چھیڑا اور آخر یہاں تک پہنچ گیا کہ فقہ جو ہے خرافات ہے' تک کہہ رہا ہے اس کے سیاق و سباق اور آئین کی دفعات کا میں ذکر کررہا ہوں۔

جناب اسپیکر : وہ درست ہے لیکن جو اسمبلی کی پروسیڈنگ آپ کے ہاتھ میں ہے اور میرے ہاتھ میں بھی ہے۔ آپ اس کے مطابق بتائیں کہ کہاں پر استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یا فقہ کو برا کہا گیا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب استحقاق یہاں سے مجروح ہوا ہے کہ آئین جو ہے آئین میں فقہ اور اس علم کا تعلق ہے جن کا تعلق عمل کے ساتھ ہے۔ اور انہوں نے باقاعدہ جواب میں جذبات میں جو اپنے جذبات میں وہ اپنی باتوں کو بھی نہیں سمجھتے ہیں جذبات میں آکر انہوں نے فقہ کو خرافات کہا ہے یعنی بچوں کے لئے جو ہم پڑھارہے ہیں علما صاحبان جو پڑھا رہے ہیں صوم و صلوۃ کے مسائل پڑھارہے ہیں۔ وہ تو قانون نہیں ہے وزیر صاحب بڑا تیز آدمی ہے۔ اپنی بات کو چھپانے کے لئے ادھر ادھر کرنے کے لئے انہوں نے پہلے اپنا بیان دے دیا ہے۔ تو آئین جو ہے تمہید میں بھی اس کا ذکر ہے اور آرٹیکل نمبر(2) میں بھی اس کا ذکر ہے۔

آرٹیکل نمبر31 قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا آگے لکھا ہے زکواۃ عشر۔

جناب مجھے اجازت دے دیں میں اس معاملہ کو صاف کردوں پوائنٹ آف آرڈر تقریر میں نہیں ہوتا ہے۔

عبدالقہار ودان : (وزیر جنگلات) جناب پوائنٹ آف آرڈر جناب اگر آپ اس تحریک کو منظور کرلیں مولانا صاحب کی جو پروسیڈنگ ہے وہ آپ کے پاس بھی پڑی ہوئی ہے مولانا صاحب کے پاس بھی وہ خود یہاں پر کوئی ایسا لفظ ہی استعمال نہیں ہوا ہے کہ فقہ کا الفاظ استعمال ہو۔ مولانا صاحب اگر فقہ کے خلاف کہا ہے تو اس کی ڈیٹیل بتائیں اس میں لفظ "آپ" استعمال ہوا ہے۔ آپ اپنے خرافات آپ کے خرافات تو اور بھی ہوسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

مولانا عبدالباری : آرٹیکل نمبر31 زکوٰۃ و عشر-----

جناب اسپیکر : مولانا صاحب ایک بات بالکل واضح ہے کہ پاکستان کی اساس اسلام ہے اس سے کسی کو کوئی انکار نہیں ہے اب جو آپ نے تحریک التوا پیش کی ہے اور اسمبلی کی جو اس دن کی پروسیڈنگ ہے وہ بھی آپ کے ہاتھ میں ہے اس کے حوالے سے آپ کوئی دلیل دیں۔ تاکہ ہم یہ سمجھیں کہ عبدالحمید خان اچکزئی نے کہا اور جو اسمبلی کی پروسیڈنگ ہے وہ بھی آپ کے ہاتھ میں ہے اس کے حوالے سے آپ کے کوئی دلیل دیں تاکہ ہم سمجھیں کہ عبدالحمید خان اچکزئی نے اسلامی شعائر اور اسلامی تعلیمات کو خرافات کہا ہے۔ اب جبکہ انہوں نے ایک بیان دیا ہے اسمبلی میں کہ وہ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب وہ بیان تو دیتے ہیں ابھی صاف بات ہے میں آپ کو بتادوں اسلام کا یہ حکم ہے میں نے تو ایک حوالہ دیا تھا کہ آئین میں جو اسلام اور

پاکستان کا اساس ہے وہ اسلام ہے۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی : (وزیر) جناب اسپیکر مولانا صاحب اور حمید خان کے آپس کے تنازعات میں پتہ نہیں کہ مولانا صاحب لوگوں کو کیوں دھکیل رہے ہیں۔

(شور) (مائیک بند)

جناب اسپیکر : مردان زئی صاحب میں آپ کو کہہ رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ جو رولز ہے طریقہ کار ہے ایک چیز اسمبلی کے سامنے آئی ہے۔ اس کو طریقہ کار ہی کے مطابق ہی بنایا جائے گا۔ مولانا صاحب آپ مختصر کریں۔

مولانا عبدالباری : جناب مختصر یہ ہے کہ یہاں پر سوال ہوا تھا کہ میرا وزیر صاحب سے سوال ہوا تھا جس کی کارروائی میرے پاس ہے۔ ڈاکٹر مالک وزیر تعلیم سے یہ سوال ہو رہا تھا کہ فقہ کے متعلق ڈاکٹر مالک صاحب نے یقین دہانی کرائی اور ان کا میں مشکور ہوں لیکن وزیر صاحب نے درمیان میں مداخلت کی اور اس کی جو مداخلت ہوئی وہ خرافات کے الفاظ تھے۔ دو تین جگہ انہوں نے خرافات کا لفظ استعمال کیا ہے یہ ہماری تو بدقسمتی ہے کہ وہ پہلے ہوش میں نہیں تھے اور آج ہوش میں آگئے۔ جذبات میں آکر خرافات کو روکنا چاہئے جناب اسپیکر میرا سوال یہ تھا کہ فقہ کو نصاب تعلیم میں ڈالنا چاہئے وہ بتا رہے ہیں کہ خرافات کو روکنا چاہئے۔ تو لازمی طور پر انہوں نے فقہ کو خرافات سمجھا ہے۔ اور جناب اسپیکر دو چیزیں ہمارے سامنے ہیں ایک ان کا انکار ہے جو وہ آج کر رہے ہیں اور دوسری ان کی بات ہے جو ریکارڈ پر ہے اور وہ ریکارڈ لائیں کوئی ہائی کورٹ کا غیر جانبدار جج مقرر کرلیں اور آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ حمید خان صاحب جو ہیں ایسے وزیر ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ لاپرواہ قسم کا ہے کل وہ جذبات میں آکر جو بولتے رہے وہ آج اس سے منکر ہے تو بات انکار کی نہیں ہے بات نظریہ اور آئین کی ہے۔ جناب اسپیکر انہوں نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے نظریہ پاکستان کو پامال کردیا ہے نہ صرف ہماری دل آزاری کی ہے بلکہ پوری امت مسلمہ کی انہوں نے

دل آزاری کی ہے ہمارے کوئٹہ میں جتنی مذہبی جماعتیں ہیں وہ احتجاج پر ہیں میں نے ان کو روکا تھا مظاہرہ وہ کر رہے تھے اور وہ اسمبلی کا محاصرہ بھی کر رہے تھے۔ جناب اسپیکر وزیر صاحب نے جس چیز پر انہوں نے حلف اٹھایا تھا اس کو خرافات کہا ہے فقہ کو فقہ کا ذکر باقاعدہ قرآن شریف میں ہے۔ **"واتفقہوا دین وینزرو____علیھم"** فقہ کا ذکر سنت میں ہے فقہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے فقہ کا ذکر ہمارے مذہب میں ہے۔ فقہ صرف قانون نہیں ہے جیسا کہ حمید خان صاحب سمجھتے ہیں۔ فقہ کا تعلق عبادات سے ہے فقہ کا تعلق روز مرہ معاشرت کے ساتھ ہے صرف قانون نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر انہوں نے باقاعدہ آئین کی خلاف ورزی کی ہے۔ جس پر انہوں نے حلف اٹھایا ہے آپ مہربانی کرکے وہ اگر معافی نہیں مانگتے ہیں تو آپ ان کے خلاف الیکشن کمیشن کو ریفرنس بھجوادیں تاکہ الیکشن کمیشن اس پر ایکشن لے لے بات صاف ہے کہ انہوں نے صرف ہماری دل آزاری نہیں کی ہے۔ یہ ہماری ذات اور ہمارے خاندان کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے ساری امت مسلمہ سراسر احتجاج پر ہے۔

جناب اسپیکر : ٹریژری بینچز سے اگر کوئی وضاحت کرنا چاہئے؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : جناب اسپیکر میرے خیال میں حمید خان صاحب نے اپنی پوری بات کہہ دی اس کے علاوہ اسمبلی کی اس دن کی کارروائی ریکارڈ پر موجود ہے۔ اب مولانا صاحب کو خدا سمجھائے۔ اس نے ایک پوائنٹ استعمال کرنا ہے اور واقعی فقہ کو وہ اپنی سیاست کے لئے استعمال کرتا ہے اس میں کوئی شک نہیں دین کو اپنی سیاست کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر پوائنٹ آف آرڈر ڈاکٹر صاحب کس حوالے سے بات کر رہے ہیں نہ کہ اس تحریک التواء کا اس سے واسطہ وہ ہمارے ذات پر اور ہمارے نظریہ پر تنقید کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم نے فقہ کو کبھی سیاست نہیں کہا ہے سیاست بے شک فقہ کا حصہ ہے اور اس تحریک سے ہم کبھی بھی دستبردار نہیں ہوسکتے۔

ہم اس اسمبلی کو خیر آباد کرسکتے ہیں نظریہ اور آئین کو خیر آباد نہیں کرسکتے۔ یہ معمولی مسئلہ نہیں اسپیکر صاحب کہ ادھر ادھر ہوجائے۔

جناب اسپیکر : مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : مولانا صاحب یا تو آپ حقوق کو سمجھتے نہیں یا سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے آپ ایک بات کی رٹ لگائے ہوئے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل : صادق صاحب نے سب کو لائن پر لگادیا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر جعفر مندوخیل نے بات کی لائن کی ہمارا باقاعدہ لائن قرآن اور سنت ہے اور ہمارے حلقے سے بھی اخذ کرسکتے ہیں ہم باقاعدہ درس دیتے ہیں۔ جعفر صاحب بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہے یہ مسئلہ صرف حمید خان کے لئے نہیں اگر جعفر صاحب کا یہ روش ہوگا اس کی جو پارٹی ہے اور پارٹی کا جو کاز (Cause) ہے وہ بھی اسلام ہے پاکستان اسلام کے لئے بنا ہے قرارداد پاکستان کے مقاصد میں اسلام شامل ہے تو جعفر صاحب ایسی باتوں سے پرہیز کریں۔

جناب اسپیکر : نہیں مولانا صاحب فارسی میں کہتے ہیں "عرفی مہ اندیش زغوغائے رقیباں" کوئی بات نہیں ہے۔ جعفر صاحب نے اگر کوئی بات کی تو کوئی مسئلہ نہیں آپ نظریہ پر قائم دائم رہیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : مولانا صاحب کی بات ہم سنتے رہے اب ہمارے---

میر محمد صادق عمرانی : پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر جعفر خان اس بات کی وضاحت کریں کہ کیا لائن میرے خیال میں وہ خانہ کعبہ سے ابھی آئے جھوٹ نہیں بولیں گے۔

جناب اسپیکر : آپ تشریف رکھیں جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : (وزیر) تو اس پوائنٹ کی طرف مولانا کی توجہ مبذول

کراتا ہوں کہ آپ نے جتنے بھی قانون پاکستان کے وہ اپنی جگہ ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات واقعی کہی گئی ہے یا آپ صرف ایک نقطہ پیدا کرکے پھر جمعہ کے اجتماعات میں اپنی تشہیر کا مقصد حاصل کریں گے۔ کیونکہ جمعہ کے اجتماعات میں ظاہرا" آپ کو کوئی اور سیاست نہیں ملتی ہے۔ اب تو وہ سلسلہ رہا نہیں آپ کے لئے یہ سلسلہ ہے کہ یہاں سے غلط بات اٹھا کر جمعہ کے اجتماع میں چھ مہینہ تک کرتے رہیں گے اور یہ جو دین کے ساتھ مذہب کے ساتھ بدنیتی ہے انسانیت کے ساتھ بدنیتی ہے۔ آپ **ثمننا** قلیل کی وجہ سے اسلام کو غلط استعمال کر رہے ہیں ہم اپنے کو آپ سے کم مسلمان نہیں سمجھتے ہیں بلکہ----

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر ڈاکٹر صاحب ہمارے استحقاق کو مجروح کر رہے ہیں انہوں نے ہمارے علماء کے لئے یہود کا آیات استعمال کیا۔ **ثمنا قلیلا** یہود کے علماء کے بارے میں جنہوں نے دین کو چند پیسوں پر بیچا تھا۔ ہمارے علماء صاحبان وہ ہیں جنہوں نے آپ کو مسلمان بنایا۔ آپ کا والد عالم تھا آپ ہماری وجہ سے مسلمان ہیں جناب اسپیکر ڈاکٹر صاحب نے امت مسلمہ کی توہین کی' وہ معافی مانگیں امت مسلمہ کے جو علماء ہوتے ہیں انہوں نے ان کو یہود کے علماء کے مشابے قرار دیا اور وہ آیات پڑھتے ہیں جو خود ان کو نہیں سمجھتے۔ جناب اسپیکر اگر ہر ایک کو بولنے کا حق ہے تو ایسے بولنے سے جہاں آئین کی خلاف ورزی ہے اس میں نظریہ پاکستان کی خلاف ورزی ہے۔ اس میں نظریہ پاکستان کو پامال کردیا۔ مداخلت۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) : میں مولانا صاحب علماء حق کی بات نہیں کرتا ہوں۔ علماء سو کی بات کرتا ہوں۔ مداخلت----

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر یہاں منظوری اور نامنظوری کی بات نہیں میں حاجی صاحب کو داد دیتا ہوں کہ آپ مذہبی آدمی ہیں اور آپ کے جذبات اس سے مجروح نہیں ہوں گے۔ کم از کم تحریک کا ساتھ دینا چاہئے۔

میر محمد صادق عمرانی : جناب اسپیکر مولانا صاحب نے ایک تحریک التواء پیش کی آپ نے کہا مولانا صاحب اس کی فیزیبلٹی پر دلائل دے میرے خیال میں ابھی تک مولانا صاحب اس پر بول رہے ہیں۔ اور اس طرح سے اس میں مداخلت کی جا رہی ہے۔

جناب اسپیکر : نہیں صادق صاحب شاید آپ سو رہے تھے مولانا صاحب بول چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر بڑی بدقسمتی کی بات ہے اور تحریکوں پر جب بات ہو رہی تھی تو اس کے پس منظر میں ممبر صاحبان پانچ پانچ گھنٹہ بولتے ہیں مجھے آپ نے پانچ منٹ دیا ہے۔ مداخلت

جناب اسپیکر : ڈاکٹر صاحب آپ ایک منٹ خاموش رہیں مولانا باری صاحب آپ نے جتنا بولنا تھا۔ آپ بول چکے میں نے آپ کو بولنے سے منع نہیں کیا۔ البتہ میں نے یہ ضرور کہا کہ آپ مختصراً" کہیں۔ آپ نے آئین کے حوالے دیئے اسلام اور دین کا حوالہ دیا اب ان کو بولنے دیں اگر وہ کہیں غلطی کرجاتا ہے تب بھی وہ آپ کے حق میں ہے کل پھر دوبارہ آپ تحریک التواء لاسکتے ہیں۔ تحریک استحقاق لاسکتے ہیں بہرحال آپ ان کو بولنے دیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر آئندہ ہم کبھی بھی تحریک پیش نہیں کریں گے۔ ہمارا کام مسجد ہمارا مین مورچہ ممبر اور محراب ہے اور ہمارے پاس عوام ہیں۔ کبھی ہم اسمبلی سے اسلام کی خدمات نہیں کرسکتے۔ جناب اسپیکر اگر جعفر خان مندوخیل کی یہ بات ہے اور حاجی محمد شاہ مردانزئی جو مذہبی وزیر بھی ہے۔ مذہبی وزیر نے یہی اندازہ ہے اور ڈاکٹر صاحب کو ہم پشتونخواہ کا مفتی سمجھتے ہیں اور اس کی باتیں ایسی ہیں کہ علماء اسلام کو علماء یہود کے ساتھ مشابہ قرار دیا ہے۔ جناب اسپیکر آج اسلام کی جو توہین کی ڈاکٹر کلیم نے کی شاید حمید خان نے نہیں کی۔

جناب اسپیکر : میں مولانا صاحب کو ایک نقطہ سمجھاتا ہوں کہ وہ جتنی بھی غلطیاں کریں گے وہ آپ کے حق میں جائیں گے۔ ڈاکٹر کلیم اللہ خان صاحب آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان! : جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ ہم اس بات کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ واقعی حمید خان نے یہ بات کہی ہے یا نہیں اب صرف ایک ہی پوائنٹ ہے کہ خدانخواستہ حمید خان نے فقہ کو خرافات کہا ہے جناب آپ کے سامنے اسمبلی کی اس دن کی کارروائی پڑی ہوئی ہے اگر آپ دیکھ لیں سوال چھوٹے موٹے شروع نہیں میں اس کو پڑھتا ہوں۔ حمید خان اچکزئی مولانا صاحب نے فقے کا مضمون چھیڑا ہے میں مولانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر کھڑا ہوں۔ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو فقہ کا نام لے کر یعنی کہ فقہ کو اس نے برا نہیں کہا ہے۔ اس نے فقہ کے متعلق کچھ نہیں کہا اور دوسرا اس میں نیچے آکر دیکھ لیں کہ سوال یہ ہے کہ بولتے جاؤ اپنے بات کو چھپانے کے لئے مولانا صاحب نے جس مضمون کو چھیڑا ہے نہ خود آپ کو اور نہ آپ کے علماء صاحبان کو پتہ ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر مولانا صاحب چھوٹے بچوں کے دماغ کو ان کے علم کو ٹیکس کرنا چاہتے ہیں اپنے خرافات سے اس میں سوال یہ ہے کہ فقہ سے نہیں فلاں سے نہیں یعنی اپنی باتیں درمیان میں سیاست کے لئے استعمال کرکے آپ ان بچوں کے دماغ کو ایک قسم کا ڈیورڈ کرنا چاہتے ہیں ہم اس خرافات کو روکنا چاہتے ہیں یعنی فقہ کی بات نہیں کی بلکہ انہوں نے فقہ کو ایک اعلیٰ تعلیم کہا ہے جس میں اتنا اعلیٰ تعلیم کہا کہ بہت سے علماء کو اس کا پتہ ہے نہیں لہٰذا آپ ان چھوٹے بچوں کو جو ایک سال سے لے کر پانچ سال تک پرائمری کورسز میں فقہ کو داخل کرنا ظاہر ہے ان کی دماغی استطاعت سے بہت ہی باہر کی بات ہے لہٰذا ان چیزوں کو اس میں ڈالنے سے بچے کنفیوز ہوتے ہیں۔ ایک بات ہے کہ مولانا صاحب آپ کو فقہ نہیں آتا آپ چھوٹے بچوں کو کیا سمجھائیں گے اور وہ بھی بچے ایک سال سے لے کر کے چھ سال تک ان کی

عمریں ہوتی ہیں لہٰذا بنیادی نقطہ یہی تھا یہ نہیں تھا کہ خدا نخواستہ فقہ یا فقہ کا مضمون خرافات ہے آپ اس کے ساتھ زیادتی کررہے ہیں اسلام کے ساتھ زیادتی کررہے ہیں کہ آپ اس کو خرافات کہیں آپ بنفس نفیس اس کو خرافات کہہ رہے ہیں بلکہ آپ اس کے استحقاق کو مجروح کررہے ہیں ایک غلط الزام لگا کر اسمبلی کے ممبر کے استحقاق کو مجروح کررہے ہیں اسلام کے استحقاق کو مجروح کررہے ہیں فقہ کے استحقاق کو مجروح کررہے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر صاحب ڈاکٹر صاحب جتنی وضاحتیں کررہے ہیں آج کی وضاحتیں اور کل کا جو ان کا خرافات ہے آج وہ مجھے مخاطب کررہے ہیں کہ آپ کے بارے میں جس طرح کارروائی میں لکھا ہے آپ کے خرافات آپ متعلقہ ممبر سے یہ پوچھ لیں کہ ہماری خرافات کیا ہیں ہماری خرافات اور ہمارا کام فقہ ہے سوال فقہ کا ہورہا تھا۔

جناب اسپیکر : آپ تشریف رکھیں میں اس کو ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں آپ تشریف رکھیں حمید خان صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : تو جناب اسپیکر صاحب اگر اردو کے جو الفاظ لکھے گئے ہیں ایک عالم کو ایک اردو جاننے والے کو اس کے سامنے رکھیں اور مولانا صاحب کو سمجھائیں کہ مولانا صاحب آپ اگر اس کا مطلب نہیں سمجھتے اور یہاں قصداً" اس کو غلط استعمال کرتے ہیں تو آپ اس تمام دنیا تمام اسلام کے استحقاق کو مجروح کررہے ہیں بلکہ اس کو غلط استعمال کرکے ......

مولانا عبدالباری : (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر صاحب بات یہ ہے کہ ڈاکٹر کلم اللہ کس حوالے سے بات کررہا ہے جنہوں نے علماء امت اسلامیہ کی تشبیہ دی تھی باقاعدہ تقریر میں ریکارڈ پر پڑا ہوا ہے ریکارڈ نکال دیں علماء سو کے ساتھ ثمناً" قلیلا آیات بھی پیش کیا جو علماء سو کے بارے میں سورت بقرہ کی آیات ہے آپ ریکارڈ

نکال دیں اگر انہوں نے علماء امت مسلمہ کی توہین نہیں کی ہے تو میں ابھی ممبر شپ سے استعفیٰ دیتا ہوں اگر انہوں نے علماء امت مسلمہ کی توہین نہیں کی ہے تو میں ابھی ممبر شپ سے استعفیٰ دیتا ہوں اگر انہوں نے توہین کی ہے تو ان دونوں کے خلاف آپ الیکشن کمیشن کو ریفرنس بھجوا دیں تاکہ وہ اس پر ایکشن لے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : مولانا صاحب اگر آپ کے ہاتھ سے پورا ہوگا تو آپ تمام ہال کو خارج کریں گے اور اپنے ساتھیوں کو ادھر بیٹھا دیں گے۔

جناب اسپیکر : ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں آپ بول چکے ہیں اب ہاؤس کے سامنے اس کو پیش کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر : قاعدہ 75 (2) کے تحت اب تحریک التواء کو ہاؤس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور اس پر ووٹنگ کی جائے گی اگر ہاؤس کے ایک بٹہ چھ 1/6 ممبرز اس کے حق میں کھڑے ہو جائیں گے تو تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جائے گا وگرنہ تحریک مسترد ہو جائے گی۔

جناب اسپیکر : تحریک کو ووٹ کے لئے ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے جو اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں چونکہ تحریک کو مطلوبہ اکثریت حاصل نہیں ہوئی اس لئے تحریک مسترد کی جاتی ہے۔

مولانا عبدالباری : تو ایسے حالات میں ہم اسمبلی سے بائیکاٹ کریں کہ یہ اپوزیشن اور اقتدار کا مسئلہ نہیں تھا آپ نے بھی وقت دیدیا ممبر صاحبان کو اور علماء کی توہین کی ڈاکٹر کلیم اللہ نے علماء کو امت اسلامیہ کا تشبیہ دیا علماء سہو کے ساتھ تو ایسے حالات میں ہم اسمبلی میں نہیں بیٹھ سکتے۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین اپوزیشن واک آؤٹ کر گئے)

طارق محمود کھیتران (وزیر) : پوائنٹ آف آرڈر مولانا صاحب ہم سب کو.........

جناب اسپیکر : طارق صاحب آپ تشریف رکھیں وہ مسئلہ ختم ہوگیا اور اس پر ووٹنگ ہوچکی ہے تحریک التواء نمبر8 محمد صادق عمرانی پیش کریں گے۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی

جناب اسپیکر : وزیر محکمہ تعلیم مسودہ قانون نمبر4 پیش کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) : میں یونیورسٹی آف بلوچستان کا مسودہ قانون مصدرہ 1996ء پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر : یونیورسٹی آف بلوچستان کا مسودہ قانون مصدرہ نمبر4 1996ء پیش ہوا وزیر تعلیم مسودہ قانون نمبر4 کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر تعلیم : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ یونیورسٹی آف بلوچستان کے مسودہ قانون مصدرہ 1996ء کو بلوچستان صوبائی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر84 کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر : تحریک یہ ہے کہ یونیورسٹی آف بلوچستان کے مسودہ قانون مصدرہ 1996ء کو بلوچستان کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر84 کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ تحریک کو منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر : اب سردار اختر مینگل کی تحریک التواء نمبر1 جو کہ مورخہ 16 مئی 1996ء کو ایوان میں پیش ہوئی تھی اور باضابطہ قرار دی گئی تھی اس پر مزید بحث عبدالحمید خان اچکزئی صاحب۔

جعفر خان مندوخیل : جناب اسپیکر میں بھی بولنا چاہوں گا اس پر بعد میں۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب یہ تحریک التواء جس میں مجھے کچھ باتیں نظر آئیں جو میں نے پچھلے دن اپنی باتوں میں واضح کردی تھیں کہ پہلے ہمیں اپنا کچھ ہوم ورک کرنا چاہئے یہاں پر دو بڑی قوتیں آباد ہیں پشتون اور بلوچ یہ بات میں نے اس دن کہی تھی اور واضح طور پر کہی تھیں کہ جب تک پشتون اور بلوچ آپس میں ایک ایم او یو نہیں دستخط کریں گے ایک ایم او یو بیچ میں نہیں آئے گا اس وقت تک ہم بڑے بھائی پنجاب سے یا فیڈرل گورنمنٹ سے اپنی جو ہماری ڈیمانڈز ہیں جو ہماری شکایتیں ہیں اس میں ہم بات کہیں نہیں لے جاسکیں گے یہ بات کی تھی باقی تفصیل بہت ساری ہے میرا خیال تھا کہ اس پر بولیں گے مگر آپ تو دوسرے نئے حضرات آئے ہیں میں کچھ وقت اس دن بھی لے چکا ہوں میں صرف یہ کہوں گا مختصراً" کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تحریک التواء کی جہاں تک ان باتوں سے تعلق ہے این ایف سی ایوارڈ ہے قرضے ہیں ہماری ڈویلپمنٹل پروگرام ہے پیکیجز ملک میں تقسیم ہو رہے ہیں ابھی کل پرسوں کی بات ہے گلگت کو ایک ارب 56 کروڑ کا پیکیج ہو رہا ہے کراچی کے لئے ایک سو تیں ارب کا پیکیج ہے اس کے لئے پیکیج ہے ہمارے بلوچستان کی یہ حالت ہے کہ ابھی ہم گورنمنٹ کو چلانے کے لئے حیران ہیں کہ گورنمنٹ کیسے چلے گی ڈویلپمنٹ تو اپنی جگہ رہے گی ڈویلپمنٹ کے لئے ہمارے پاس پیسے نہیں باہر سے ملینز اینڈ ملینز آف ڈالر کے قرضے آتے ہیں بلوچستان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ قرضے کس لئے جارہے ہیں اور یہ قرضے کیسے تقسیم ہوں گے اس قسم کی بہت ساری باتیں ہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے جناب اسپیکر صاحب کہ تحریک التواء پاس کرکے یا ریزولیشن پاس کرکے ہمیں ملے گا کیا اس بات پر ہمارے ایوان کو ہمارے ٹریژری بینچز کو سب کو اس بات کو سوچنا پڑے گا کہ ایک تو پہلے ہمیں اکٹھا ہونا چاہئے اتحاد ہونا چاہئے دو بڑی قوموں کے درمیان پھر اپنے سیاسی پارٹیوں کے درمیان ایک انڈر اسٹینڈنگ ہونی چاہئے اور جب تک یہ انڈر اسٹینڈنگ نہیں ڈویلپ ہوگی بلوچستان

میں ہم اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے محض لمبی چوڑی تقریریں اور باتیں کرنے سے اسمبلی میں کچھ نہیں بنے گا۔ ہم پہلے بھی یہ قراردادیں پاس کرچکے ہیں پہلے بھی یہ تحریک التواء لا چکے ہیں مگر فیڈرل گورنمنٹ ذرا بھر اس کی طرف توجہ نہیں دیتا تو اب سوال یہ ہے کہ ہمیں اپنا سرجوڑ کر یہ راستہ نکالنا ہوگا۔ کہ آخر ہمیں کرنا کیا ہے بلوچستان میں ہم کریں گے کیا جب فیڈرل گورنمنٹ بھی ہماری بات نہیں سنتی ہم آپس میں بھی اپنا ہوم ورک نہیں کمپلیٹ کرچکے تو اس سلسلے میں آخر ہمیں کیا کرنا پڑے گا میں اپنے سارے ساتھیوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ راستہ سوچیں کہ اگر فیڈرل گورنمنٹ ہماری تحریک التواء کو کوئی اہمیت نہیں دیتی کوئی توجہ نہیں دیتی تو پھر ہمیں کیا کرنا ہے سب سے اہم بات میں یہ سمجھتا ہوں اور میرے اپنے ذہن میں میرے پاس سوائے اس کے کہ ہم اکٹھے ہوجائیں اور ایک متفقہ پروگرام بنائیں اس کے علاوہ اس سوال کا جواب میرے ذہن میں بھی کوئی اور طریقے سے نہیں آتا ہے جناب اسپیکر صاحب میں صرف اتنی ہی بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب اسپیکر : شکریہ حمید خان صاحب جناب جعفر خان مندوخیل صاحب۔

جعفر خان مندوخیل (وزیر) : بسم اللہ الرحمن الرحیم شکریہ جناب اسپیکر آپ نے موقع دیا تحریک التواء یہی ہے کہ پراونشل اٹانومی کے اوپر ایک تو میرے خیال میں ہاؤس کے اکثر ساتھی ان اسپکٹ (Aspact) کو یا ان لیولز (Levels) کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں جہاں تک آئینی تقاضوں کا معاملہ ہے یا پھر ایسپٹیو (Aspactive) معاملات ہیں یا فیڈرل گورنمنٹ اور پراونشل گورنمنٹ کے ریلیشنز کا تعلق ہے میں زیادہ تر اپنا توجہ دوں گا یا زیادہ تر اپنے مالیات کے متعلق کوشش کروں گا کہ اس حد تک رکھوں تاکہ تقریر بھی مختصر ہو کیونکہ آج کل جو ہے دنیا میں بغیر مالی خود مختاری کے کوئی خود مختاری کسی بھی طریقے سے آپ اس کو استعمال ہی نہیں کرسکتے ہیں اگر آپ تک آپ کو مالی خود مختاری نہ ہو معاشی خود مختاری نہ ہو اس وقت پراوینسز کی یہ حالت ہے خصوصی

طور پر بلوچستان پراونس کے حوالے سے بولوں گا جس کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک چھوٹا پراونس ہے اور اس کی اس فیڈریٹنگ یونٹس میں سب سے کمزور حیثیت ہے سیاسی لیول سے بھی کہ اس کے گیارہ ایم این ایز ہوتے ہیں جہاں دو سو سات ایم این ایز کی بات آتی ہے گیارہ کی وولٹیج بڑی کم ہوتی ہے پھر صوبے کے اندر بھی تقسیم در تقسیم کیا ہوا ہے گیارہ ایم این ایز بھی مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا کوئی ایک ویٹ ایک جگہ پر کبھی ہم نے نہیں دیکھا ہے کہ گئے ہیں تو اس وجہ سے میں نے یہ محسوس کیا یہ محسوس کرنے میں آیا ہے کہ بلوچستان کا اس موجودہ سسٹم میں یا جو اٹانومی جو چل رہی ہے اس میں بھی بلوچستان کا اپنا سیاسی یا آبادی کا ویٹ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی حیثیت نہیں رہ گئی ہے سب سے پہلے مالی طور پر میں یہ کہوں گا کہ اس ملک میں جس کے آئین میں یہ ضمانت دی گئی ہو آرٹیکل 37 کے تحت جناب اسپیکر آپ موجود تھے اور ہاؤس کے بیشتر اراکین موجود تھے کہ پریذیڈنٹ صاحب نے سبی میں بھی کہا تھا کہ آپ کے اوپر یہ مہربانی نہیں ہے یہ آپ کا آئینی حق ہے جو فیڈرل گورنمنٹ نے یا ان یونٹس نے آپ کو دینا ہے یہ کسی کی مہربانی یا اس کے طور پر ہمارے اوپر نہیں آتا ہے ہمارا آئینی حق ہے آرٹیکل 37 کے تحت انڈر ڈویلپمنٹ ایریاز کو آپ نے Priority کی بنیاد پر ڈویلپ کرنا ہے اس وقت اس ملک میں اگر دیکھیں تو سب سے کمزور ترین ڈویلپمنٹ وہ بلوچستان ہے اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر ایک کہتا ہے کہ میں غریب ہوں اس کے کچھ طریقہ کار ہوتے ہیں متعین کرنے کے لئے Social activities ہوتے ہیں وہ activities Social نیشنل فگو جو ہیں اس کی میں بات کر رہا ہوں این ایف سی میں انڈر ڈسکشن آتے تھے آئیں بر کھنگ واٹر دیکھ لیں بلوچستان اس میں چوتھے نمبر پر ہیں پرائمری ایجوکیشن دیکھیں اس میں چوتھے نمبر پر ہیں روڈز میں آپ دیکھیں اس میں چوتھے نمبر پر ہیں اریگشن میں آپ دیکھ لیں یہاں کتنا خرچ کیا فیڈرل گورنمنٹ نے جب دوسرے صوبوں میں اتنے نہری سسٹم ڈویلپ کئے اس کے مقابلے میں ہمارا سسٹم جو ہے اس میں

ہم چوتھے نہیں شاید اگر دس بیں نمبر پر ہوتے بیسویں نمبر پر آتے لیکن چونکہ چوتھا نمبر میں اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ چار صوبے اس ملک میں فی میل ایجوکیشن (Female Education) ہے اس میں چوتھے نمبر پر ہیں یعنی کہ یہ تمام Handicaps ہیں پر کیپٹا انکم ہوتا ہے پورے ملک میں جو دنیا میں ہر جگہ ایک حساب ہوتا ہے کہ آبادی کا یا ترقی کا تعین پر کیپٹا انکم سے کیا جاتا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ملک کی پر کیپٹا انکم زیادہ ہیں تو ان کو آباد تصور کیا جاتا ہے کہ ہم سے زیادہ آباد ہے زیادہ ڈویلپ ہے ہماری پر کیپٹا انکم جو ہے اس وقت سندھ سے تیسرے نمبر پر ہے بقایا صوبوں سے آدھے سے بھی کم تو اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو بلوچستان کا اس تمام آبادی اور ترقی میں ہمارا آئینی حق تھا کہ تمام کو پس پشت ڈال کر کے پہلے بلوچستان کو ڈویلپ کیا جاتا آج حالت یہ ہے کہ بلوچستان مزید پستی کی طرف جا رہا ہے 73ء کی جو حالت تھی میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس سے وہ جس وقت یہ دوبارہ کانٹی ٹیوشن فریم ہو رہا تھا یا جس کے اوپر ہمارے نمائندوں نے بھی دستخط کئے تھے اس وعدے پر کہ آپ کو بھی ترقی دی جائے گی بلکہ پہلے آپ کو دی جائے گی پھر اس کے بعد بقایا ملک کو اس سے لے کر آج تک وہ نوٹس کیا ہے جو سوشل اینڈیکیٹوز ہیں جو اکنامک اینڈیکیٹوز ہیں اس میں ہمارا صوبہ سب سے نیچے ہے لیکن افسوس کہ ہم کر بھی کچھ نہیں سکتے ہیں جب ہم این ایف سی کی میٹنگ میں جاتے ہیں ایکنیک (Ecnec) کی میٹنگ میں جاتے ہیں جب پرائیٹی کی میٹنگ میں جاتے ہیں ہر طریقے سے ہم لوگوں نے کئی مرتبہ میں تو بذات خود پی اینڈ ڈی منسٹر فنانس دس مرتبہ مختلف فورمز پر سے زیادہ پرزنٹ کیا ہے لیکن وہاں اس طرف توجہ دی جاتی ہے یعنی کہ آئین میں جو درج ہے اس کی طرف بھی توجہ نہیں دی جاتی ہے لون جیسے میرے دوست حمید خان اچکزئی نے کہا آج اس ملک میں جو باہر سے لون آتے ہیں اس کے پرنیگوزیشن بھی نہیں کرسکتے ہیں ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنا سوال پیش کردیں کہ ہم کو اس چیز کی ضرورت ہے

یا ایک سو ستر ارب روپے کے درمیان بنتا ہے اس میں جو ملتا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے اس میں ہماری آج تک کوئی پرائرٹی نہیں پوچھی گئی ہے کہ آیا آپ مستونگ کو بجلی دینا چاہتے ہیں یا گوادر کو دینا چاہیئے ہیں آپ مستونگ کو گیس دینا چاہتے ہیں یا فلاں کو آج تک کسی بھی چیز میں ہم سے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی' ابھی نہیں کہ ایک چھوٹی سے میٹنگ بلا کر ہماری ضروریات معلوم کی جائیں' پھر اس میں ہمارا ایک شیئر بنتا ہے ہم بھی اس ملک کا ایک صوبہ ہیں اس ملک کا ایک حصہ ہیں آج تک اس شیئر کے متعلق کسی نے نہیں سوچا ہے کہ بلوچستان میں اس کا کوئی شیئر ہے بمشکل فیڈرل پروگرام میں جو ان کے اپنے خرچ ہوتے ہیں بہت مشکل ہے اگر یہ دیکھا جائے وہ دو فیصد بھی نہیں بنتے ہیں' کیا ایک صوبے کو جو ملک میں سارے کام ہو رہے ہیں اس کا دو فیصد کا حق بھی نہیں پہنچتا ہے' پھر جو ہم اپنی پرائرٹی بنا لیتے ہیں وہ اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں یہ اثاثوں نہ ہونے کی وجہ سے یہ سب کچھ محسوس کرتے ہوئے ریکارڈ پر آنے کے بعد بھی ہمارے پاس ہوئی ایسی طاقت نہیں کوئی ڈاکو منٹری یا دیگر فورم نہیں ہے جس کو ہم بتائیں یہ کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے کیوں ہوتی ہے' جو انصاف ہے حق ہے اس کی بعد میں اصلاح بھی کرسکے' پھر جو صوبائی تعلقات ہیں پچھلا این ایف سی ایوارڈ 91-1990ء میں این ایف سی ایوارڈ ہوا ہے غضب یہ ہوا ہے کہ 1974ء میں پہلے ایک ایوارڈ ہوا تھا تو اس کے بعد 1991ء میں ایوارڈ ہوا' سولہ سال کے وقفے کے بعد جبکہ آئین کا تقاضا ہے کہ ہر پانچ سال کے بعد آپ نے نیا ایوارڈ کرنا ہے تاکہ جدید خطوط پر ضروریات کے اوپر اپ ٹو ڈیٹ مالی وسائل فراہم کرسکیں' موجود وسائل سے وہ آئین تقاضے تک پورے نہیں کئے جاتے ہیں' کہ آپ نے ہر پانچ سال ایوارڈ کرنا ہے جو کہ پانچ سال تک آپ کے وسائل کی تقسیم آتی ہے پچھلے این ایف سی ایوارڈ جو ہوا ہے وہ نسبتاً" صوبوں کے حق میں بہتر تھا کہ بلوچستان میں کوئی حصہ ملا' این ایف سی کے ایوارڈ کے دو حصے ہوتے ہیں ایک ڈائریکٹ ٹرانسفر ہیں ایک ڈویژنل پول سے جو ہمیں

اس کے لون جس کو بے پیک بھی ہم نے کرنا ہے یعنی کہ میں قرضہ لیتا ہوں ادا بھی میں نے کرنا ہے اس میں تو مجھے تھوڑا بہت حق ہونا چاہئے کہ اس کی جس وقت سٹریم لائن کرتے ہیں اس وقت مجھے کوئی پراسیس میں رکھیں لون جو آتا ہے اس میں بھی وہ لوگ اکنامک آف ڈویژن بھی فائنا لائیز کرتے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ بھی فائنائز کرتی ہے اور وہی اس سب کو فائنل کرکے ہم کو دیتے ہیں بعض ایسے لون آتے ہیں جو ہمارے پراونشل کنڈیشن میں ان کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بعض ہمارے ایسے ایمپارٹینٹ سیکٹرز ہیں جس کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں دی ہے یا کوئی بھی لون آتے ہیں وہ لوگ ادھر سے واپس کردیتے ہیں یعنی کہ ہم کو اپنے ڈویلپمنٹ کرنے اپنا قرضہ لینے میں اختیار نہیں ہے کہ کس میں قرضہ لین آپ پانی کا سلسلہ حل کرائیں آپ آرڈرز کا مسئلہ حل کرائیں اس لیول پر بھی ہمارا اختیار نہیں ہے فیڈرل پی ایس ڈی پی آتی ہے پھر پراونس کے متعلق کہوں گا یہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ یہاں تک ہمارے مسائل کا تعلق ہوتا ہے یہ یہاں تک اگر ہم کدھر کو پیش کرتے ہیں کوئی بولتے ہیں اس میں جتنا ہم کو رسپانس ملتا ہے اس کے متعلق میں بات کررہا ہوں' فیڈرل پی ایس ڈی پی ہے آج تک صوبے میں یہ پوچھا نہیں کیا ہے کہ یہ قومی آمدن جس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک وہ جو آئین کے تحت صوبوں کو منتقل ہوجاتے ہیں ایک وہ جو فیڈرل گورنمنٹ اپنے بجٹ میں ڈویلپمنٹ کرتی ہے فیڈرل گورنمنٹ بذات خودتو کوئی معنی نہیں رکھتا ہے کوئی جگہ نہیں ہے صرف ایک اسلام آباد کے خطے تک شائد اگر آپ کہہ دیں تو وہ بقایا فیڈرل گورنمنٹ بھی پراونسز ہیں یہ چاروں یونٹ ملا کر فیڈرل گورنمنٹ جو ترقی کررہی ہے ڈائرکٹ 97ء بلین خرچ کر رہی ہے ان ڈائرکٹ جوکہ بجٹڈ فگو نہیں ہوتے ہیں کارپوریشن میں' جیسے نیشنل ہائی وے لون لے کر خود کرتی ہے ٹیلیفون والے اپنے طور پر ڈویلپ کرتے ہیں یا کارپوریشن ہے واپڈا کے ہیں وہ بلین اینڈ بلین ان کی اپنی آمدن ہے اور وہ بانڈز وغیرہ فروخت کرکے جو نہیں آمدن ہوتی ہے ان کو ملا کر ایک سو ساٹھ ارب

پیسے ملتے ہیں' ایک وہ ہیں۔ ڈائریکٹ ٹرانسفر میں یہ آتا ہے جیسے گیس کی رائلٹی ہے' ایکسائزڈ ہوتی ہے اور ڈیولپمنٹ سرچارج ہے میں یہ کہوں گا کہ این ایف سی کے اپنے فگرز ہیں یعنی کہ پہلے سے یہ بات کی جاتی تو کہتے تھے کہ بلوچستان غدار ہے بلوچستان ملک سے غداری کر رہا ہے اب جبکہ حقائق بیان کئے جا رہے ہیں آج جب حقائق کے متعلق ہم بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ فارمولا ورک نہیں کر رہا ہے اس طرح کی باتیں کرتے ہیں' میں خود مسلم لیگ سے تعلق رکھتا ہوں ایک قومی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے لہذا مجھ سے یہ بات کی جائے شاید یہ کسی حد تک کم ہو لیکن غداری کا الزام تو یکدم لگا دیتے ہیں گیس ڈیولپمنٹ کی مد میں ہیں 95-1996ء میں جناب اسپیکر اس ہاؤس کو بھی پتہ ہے اس میں بھی ڈسکشن ہو چکی ہے ملتے تھے سات ارب روپے' گارنیڈ فگر تھی جہاں ان کی مرضی چلتی ہے جہاں ان کا انٹرسٹ ہوتا ہے میں ذکر کروں گا کہ پنجاب کا یہ خوش قسمت صوبہ ہے کہ اسٹیبلشمنٹ کا تعلق ایک صوبے سے ہے یا سندھ جو ہے خوش قسمت صوبہ ہے کہ وہ لیڈرشپ اس سے تعلق رکھتی ہے بھٹو صاحب' پھر جونیجو صاحب آئے پھر محترمہ بے نظیر آئیں' آج بھی ان کی حکومت ہے وہ تو پروٹیکٹ کر لیتے ہیں کمزوری آتی ہے ہمارے حصے میں آتی ہے کیونکہ نہ ہماری لیڈرشپ ہے نہ اسٹیبلشمنٹ ہے پولیٹکلی ایک چھوٹا صوبہ ہے نہ کوئی اس کا امپلکیٹ ہے' پھر جو ہے وہ بھی منقسم ہے ہاؤس کی صورت میں دیکھیں تو آٹھ پارٹیوں کا مینڈیٹ ملا ہوا ہے۔ لیکن دوسرے صوبے میں دو دو پارٹیاں ہیں زیادہ سے زیادہ تین پارٹیاں ہیں تو سات ارب روپے ہم نے کہا کہ ہمیں پیسے نہیں مل رہے ہیں کیوں نہیں مل رہے ہیں اپوزیشن جن کی فیڈرل گورنمنٹ میں حکومت تھی اور ان کے کئی الائز ہیں' بعض اس وقت بھی بی این ایم مینگل بھی ان کے الائز تھی' یا جے یو آئی ان کے ممبر تھے انہوں نے بھی اس بات کی حمایت کی تھی جو یہ عملدرآمد کی جاتی ہے یہ فیڈرل فگرز تھیں اس پر کیوں عملدرآمد نہیں کیا جاتا ہے' بلکہ اس پر ورک نہیں کیا گیا یہ ہمارا پورا صوبہ ہوتے ہوئے بھی ہمیں

سال میں 1700 ملازمتیں دی گئی ہیں انہوں نے سوئی سدرن میں دو ہزار ملازمتیں دے دیں ہیں تقریباً" اتنے ہی سوئی نادرن میں دیئے ہیں۔ ہمارے ساتھ اس کے اعداد و شمار ہیں یعنی کہ دوسرے کا مال سمجھ کرکے چوری کا مال سمجھ کر کے حرام کا مال سمجھ کرکے مال غنیمت سمجھ کر وہ اس طرح لوٹتے ہیں کہ ہمارے ریسوسز کا ہمارے اوپر کوئی حق نہیں پہنچتا ہے' جو ہماری گارنٹی فکو ہیں کیونکہ آئین کے اندر یہ موجودہ سیٹ اپ کے اندر ہماری گورنمنٹ کی حکومت کو اتنا اختیار نہیں ہے کہ ہم اپنے پیسوں کی چھان بین کرسکیں۔ جوکہ این ایف سی ایوارڈ میں ہے وہ بھی جس طرح خرچ کرتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اتنا پیسہ ہوا ہے۔ آپ لے لیں اسپشلی گیس ڈوپلپمنٹ سرچارج کی مد میں ہم یہ کہیں گے کہ انہوں نے لوٹا ہے' جدھر بھی کوئی ڈیولپمنٹ کی ہے پولٹیکل ڈوپلپمنٹ کی ہے جدھر گیس دی ہے۔ کوئی گاؤں نہیں تھا ادھر گیس دی ہے ہمارے صوبے میں صرف دو گاؤں کو گیس دی گئی ہے جبکہ خود انہوں نے اس دوران سیکڑوں گاؤں کو گیس دی ہے اس لئے دی ہے کہ خرچہ بلوچستان حکومت کا ہے۔

کیونکہ جتنا خرچہ ہوتا ہے بقایا ہم کو دینا ہے سات ارب کی بجائے انہوں نے ہمیں دو ارب انڈیکیٹ (Indicate) کئے ہیں۔ ہم لوگوں نے شور شرابہ کیا پھر ہم فیڈرل گورنمنٹ کے پاس گئے۔ پرائم منسٹر سے ملے جنہوں نے ہمیں تسلیاں دیں۔ کہ آپ کو انصاف ملے گا حق ملے گا تو اتنا لے دے کر ایک مجبوری کے تحت آپ گواہ ہیں۔ سات ارب نہین دیتے ہیں ہم کمزور ہیں اگر سات ارب نہیں دیتے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں موجودہ پوزیشن میں اٹانومی کی یہ حالت ہے کہ آپ کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں چلو انہوں نے کہا کہ آپ کے سابقہ سال کے چار سو چھیاسٹھ کروڑ روپے دوبارہ رکھ لیتے ہیں۔ پرائم منسٹر صاحبہ نے خود انشورنس دی کہ پچھلے سال کی بنیاد پر ہم آپ کو ریلیز کر دیں گے۔ جس کے اوپر ہم نے بجٹ بنایا جس پر ہم نے پورے سال کا پروگرام بنایا ابھی بات جب کرتے ہیں تو کہتے ہیں وہ تو ایک بات تھی کہتے ہیں اگر ہم آپ کو یہ نہ کہتے تو آپ شاید واک آؤٹ کر لیتے یا بجٹ میں حصہ نہیں لیتے آپ لوگوں کو ہم نے بات کہہ دی۔ یعنی کہ این ایف سی کے لیول پر جو کہ ہائیسٹ لیول (highest level) ہوتا ہے۔ جس میں اس کا پورا بجٹ ہوتا ہے۔ پرائم منسٹر اس کی صدارت کرتا ہے گورنر موجود ہوتے ہیں اور چیف منسٹر فنانس منسٹر پی اینڈ ڈی کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ وہ مشترکہ طور پر اس کی منظوری دیتے ہیں۔ اس کی کمٹمنٹ کو اس مد میں نہیں رکھا ہے اور پتہ نہیں ان کا آگے کیا پروگرام ہے۔ یہ تو ڈائرکٹ ٹرانسفر کی بات آئی اسی طرح رائیلٹی۔ ہمارے گیس کا 13 روپے ریٹ لگایا گیا ہے اور پنجاب میں جو گیس نکلتی ہے 45 روپے۔ سندھ بائیس روپے سے لے کر اسی روپے تک اس کا ریٹ لگایا ہوا ہے۔ یعنی کہ جو نقصان کر رہی ہیں ان کو بھی ہمارے فائدے سے حصہ دیا جا رہا ہے۔ بیچ رہے ہیں ساٹھ پر خرید رہے ہیں اسی پر بیس روپیہ نقصان کر رہے ہیں لیکن ان کو پرویونٹ اتنا منافع مل رہا ہے جتنا بلوچستان کو مل رہا ہے۔ کیونکہ تمام اخراجات کو ایک جگہ ڈال کر

پھر اس کا منافع نکالا جاتا ہے جو کہ کسی صورت میں اٹانومی نہیں ہے کوئی انصاف نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ساتھ اتنی طاقت نہیں ہے کہ یہ صوبے تو نہیں کرسکتے نہ کسی پر حملہ کرسکتے ہیں۔ آپ کے ساتھ ڈاکومنٹ اٹانومی ہونی چاہئے اور ایسا فورم ہونا چاہئے کہ جہاں یہ بات سمجھی جائے کہ زیادتی ہوئی ہے وہ فورم اصلاح کرے۔ آج تکلیف کی بات یہ ہے کہ آج وہ فورم نہیں رہ گیا ہے پرائم منسٹراور صدر کے لیول پر جو بات ہوتی ہے کہتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا تھا۔ ہمارے صوبے کا بجٹ پونے دو ارب روپے ریورس میں چلاگیا۔ انہوں نے مذاق کیا۔ لیکن اس مذاق کی ہم شکایت بھی کسی سے نہیں کرسکتے۔ کہ کس سے کریں پھر گیس کی قیمت کم ہو جانے کی وجہ سے جتنی کم قیمت مقرر کی ہے پھر اس پر ساڑھے بارہ فیصد رائیلٹی دی جاتی ہے۔ ایک دوسرا ہیڈ ہے جس میں رائیلٹی ملتی ہے۔ جو اسی روپے پر پروڈیوس کر رہے ہیں نقصان کر رہے ہیں۔ اس کو اسی روپے کا ساڑھے بارہ روپے کے حساب دے دیا جاتا ہے۔ لیکن جو سستا پروڈیوس کر رہے ہیں سستا پروڈیوس کر رہے ہیں اس کی سزا یہ دی جا رہی ہے کہ ہمیں تیرہ فیصد کا ساڑھے بارہ فیصد دیتے ہیں جس کا شاید ایک ڈیڑھ روپے پریونٹ ملتا ہے ان لوگوں کو مہنگا گیس 5 یا 6-7 یا آٹھ روپے۔ جناب اسپیکر ان لوگوں کو دی گئی اور نقصاندہ گیس پیدا کرنے اور رائیلٹی قیمت میں 8.7 روپے 5 روپے 4 روپے مختلف اسٹیٹس کے مختلف ریٹس ہیں ان کو ملتا ہے یہ اسٹیٹ ٹرانسفر کی بات ہے اس میں ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے ایک ہے diviseable pool ٹیکس ہے انکم ٹیکس سیلز ٹیکس ہے ایکسائیز ڈیوٹی آن ٹوبیکو ہے یا سیمنٹ ہے شوگر ہے یہ جو ٹیکس کو اکھٹے کرتے ہیں جناب اسپیکر اس کی تقسیم کا طریقہ کار یہ ہے 20 فیصد گورنمنٹ اپنے پاس رکھ لیتی ہے 80 فیصد صوبوں میں تقسیم ہوتا ہے لیکن 80 فیصد میں سے بھی وہ 5 فیصد کاٹ لیتے ہیں پہلے کے ہمارے Collection کے خرچہ آگئے ملکر 75 فیصد رہ گیا پہلے تھے 75 فیصد Might is right والا معاملہ ہے یعنی کہ ہم اب بھی این ایف سی ایوارڈ میں جا رہے ہیں ہم اس

کی Discution کر رہے ہیں ہر جگہ پر ہم لوگ باقاعدہ قوتوں کا ساتھ دیا ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کسی زمانے میں شاید میں اس فلور کا حصہ بھی بنا دوں ان documents کو کیونکہ آج ہم حق نہیں رکھتے جب تک Finalize نہ ہو ان کو Disclose ان میں بھی Might is right سندھ کو 27 فیصد ملتا ہے ٹوٹل اس Share میں پنجاب کو 75 فیصد ملتا ہے فرنٹیر کو کوئی 14 یا 13 فیصد ملتا ہے ہم کو 5 فیصد ملتا ہے جبکہ سب سے بڑا رقبہ 43 فیصد اس ملک کا ہم حصہ دار ہے ہمارا رقبہ بڑا ہے شاید صوبے کے لوگ ہم کو اجازت دیں ہم نے کہا کچھ حصہ اس کا بھی متعین کیا جائے Other then population لیکن میں نے کہا فائدہ کیا ہے سندھ کو فائدہ ہے پنجاب کو فائدہ ہے اور طاقت بھی خدا جانے موجودہ Prevailing حالات میں پوری اٹانومی نہ ہونے کی وجہ سے ڈنڈا ان کے ہاتھ میں ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں اس فارمولے سے ہم نہ ادھر ہوں گے کچھ حصہ بھی ہم رکھنے کے لئے تیار نہیں کہ بھائی ہم کوئی other the population کوئی consideration لائیں کیا روڈز بھی آپ آبادی کی بنیاد پر دے سکتے ہیں جس پر بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا حصہ نیشنل ہائی ویز کا ہمارا ساتھ ہے کیا کریں گے بلوچستان پھر تو بلوچستان مزید پستی میں جائے گا آئین کے اس آرٹیکل کا کیا ہوگا میں نے کہا آپ اس آرٹیکل کو دیکھ لیں 73ء میں آپ نے ضمانت دی ہوئی ہے اس کو کس طرح پورا کریں گے جب مالی وسائل کی تقسیم کا یہ حال ہے تو کیا پھر کوئی اللہ تعالیٰ خود ہی آکر من وسلویٰ بھیجے گا جس کو ہم کھا کر آباد ہو جائیں گے یا پھر یہی جو ملک کی قابل تقسیم آمدن ہے اسی میں سے ہم لوگوں نے ڈویلپمنٹ کرنی ہے تو یہ بھی انہوں نے طاقت کی بنیاد پر رکھا ہے جس کی جتنی بھی طاقت ہو آپ کو 5 فیصد ملے گا ابھی 5 فیصد میں جناب میں صوبے کے بجٹ نہیں Cater کر سکتا ہوں ابھی آنے والا بجٹ جو ہے اس کا اتنا بھیانک شیپ ہے کہ شاید ہم آپ کے سامنے جب پیش کریں گے تو بھی ہمارے لئے مصیبت ہوگی آج ہم اس سوچ میں ہیں کہ ہم اس بجٹ کو بنائیں کس طرح یہ تنخواہیں

پوری کریں۔ جو بجٹ ہم نے پچھلے سال بنایا تھا وہ کام نہیں کر گیا وہ Minus میں چلا گیا کیونکہ جو figurs Target تھے کمینٹڈ Figurs وہ بھی ہم کو نہیں دیئے reduction Scores بھی کرلیتے ہیں ملازمتیں خود ہی لوگوں کو دیتے ہیں جیالے اپنے بھرتی کرلیتے ہیں اس میں بھر کتے ہیں جو آپ لوگوں کے لئے ہم procurement Food کر رہے ہیں اس میں ہمارے خرچ آئے ہیں پچھلے خود ہی کرتے ہیں لیکن جب اخراجات آجاتے ہیں 1990ء سے لے کر 1995ء تک جو خرچ آئے ہیں وہ سب ایک دم at first ابھی انڈیکیشن دیئے ہیں ایک ارب مزید کھائیں گے تو اس حالت میں آپ صوبائی خود مختاری کو Financially میں تو نہیں سمجھتا ہوں کہ اٹانومی ہماری ہے یا نہیں قرضوں کی صورت میں بھی میں نے بیان کی این ایف سی کی بھی صورت میں نے بیان کی divisible کی صورت میں نے بیان کی آپ کے سامنے اس حساب میں نے فیڈرل منسٹری کا ڈویلپمنٹ پروگرام میں نے بیان کیا کارپوریشن کے بارے میں میں نے بیان کیا کارپوریشن کے بارے میں مزید تھوڑی ڈیٹیل میں جاؤں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ مالی مداخلت سے موجودہ پورٹ فولیو کے حساب سے بھی ایک اسمبلی کے سامنے یا عوام کے سامنے کیوں کہ اسمبلی کے سامنے تھرو عوام کے سامنے جائے گی ایک وضاحت بھی آنی چاہئے ہماری این ایف سی ایوارڈ جب میں نے 15 تاریخ یا 14 تاریخ کو یا ہم لوگوں نے Finalize کر کے دستخط کر دیئے تھے تمام صوبوں نے سفارشات مرتب کر کے انھیں فیڈرل گورنمنٹ کے پاس بھیجوا دیا تھا ابھی میں صبح سے آیا کوئی غالباً" بارہ یا تیرہ تاریک کو یا گیارہ تاریخ کو تھا exactly مجھے پیپر میں وی اے جعفری صاحب کو اس کے پورے ایک مہینے کے بعد وی اے جعفری صاحب کا بیان پڑھ رہا تھا کہ ہم کو سفارشات نہیں ملے تو اس کے بعد اس پر ذکر کریں گے پھر ابھی جب ہم گئے کوئی میٹنگ تھی ہماری سالانہ منصوبہ بندی کمیٹی کی تو جس میں بجٹ ہم نے Disuccess کرنا تھا یہ دیکھنے میں آیا اس سے بھی یہ Black out ہو رہے ہیں این ایف سی ایوارڈ بھی نہیں کرنا چاہتے ہیں

اس کا تسلسل برقرار نہیں رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کو لوگ Face شائد نہیں کرتے ہو یا اتنے ہی پولیٹکل یا اخلاقی جرات نہ ہو تو اس کو بھی یہ پس پشت ڈال رہے ہیں اسی طرح فیڈرل منسٹریز کے پروگرام ہیں سالانہ 7.8 ارب روپے صرف پانی کے مسئلے پر یہ لوگ خرچ کرتے ہیں اس کو scar کا نام دیتے ہیں یعنی کہ جو ایریا پانی میں lagu water ہو جاتے ہیں تو اس کو واپس ری کلیم کرنے کے 7 سے 8 ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ کے بجٹ سے خرچ کئے جاتے ہیں اس میں ہمارا نصیر آباد کا ایریا ہے اس کو کچھ نہیں ملا ہے یہاں پانی کا مسئلہ ہے کہتے ہیں کہ یہاں ہمارا پانی نیچے جارہا ہے آپ کے ساتھ Resources پانی کا مسئلہ ہے آپ کا پانی اوپر آرہا ہے وہ lets destroy کر رہا ہے ہمارا پانی جو ہے وہ سالانہ 3.4 فٹ کے حساب سے نیچے جا رہا ہے بہت سے ایسے ہیں جو آئندہ سالوں میں ڈرائی اپ ہو جائیں گے جو آباد لوگ ہیں خاص کر جو کوئٹہ کا دارلخلافہ ہے اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ایک decade کے بعد یہ شائد یہاں پر اگر کوئی بندوبست نہیں کیا گیا تو یہ بھی آپ کا صحرا بن جائے گا یا ریگستان بن جائے گا کیونکہ یہاں پانی deplete ہو جائے گا تو ہم نے ہر فورم پر یہ مسئلہ اٹھایا ہے جب وزیر اعظم یا صدر یہاں آتا ہے یا ہم وہاں میٹنگ میں بجٹ کی میٹنگز میں decisun کی میٹنگ میں propaty کی جو فیکس کرتے ہیں پورے ملک کی ضروریات کا اس کے میٹنگز میں کہ بھائی 8 روپیہ آپ خرچ کر رہے ہیں ہم کہتے ہیں ہمارے لئے ڈیم بنا کر دے دو ہماری ری چارج کا مسئلہ حل کر دو ہماری ضرورتوں کو آپ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں آپ کے سامنے صدر صاحب نے اس مسئلے کو کہاں کہ بلوچستان کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے زچارنگ آف گراؤنڈ واٹر جو آباد wells ہیں وہ بھی ڈرائی اپ ہو رہے ہیں ہم جب بات کرتے ہیں تو بولتے ہیں کہ یہ تو صوبائی مسئلہ ہے میں نے کہا اچھا مسئلہ ہے پانی کا مسئلہ ہے جو نیچے جا رہا ہے وہ صوبائی مسئلہ ہے جو اوپر آرہا ہے وہ صوبائی مسئلہ ہے جو اوپر آرہا ہے وہ فیڈرل ہے ادھر فیڈرل گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اس لحاظ سے بھی ہم کو

اسکارپ میں بھی ایک روپیہ نہیں ملتا ہے job opportunity ہے ہم ایڑھیاں رگڑتے رگڑتے تھک گئے ہیں لوگ بے روزگار ہیں صوبے کے اتنے وسائل نہیں کہ کسی کو ہم کوئی جو تعلیم یافتہ پہلے تو ہماری تعلیم ریشو بہت کم ہے اس ریشو کے اندر رہتے ہوئے جو جاب ہم لوگ provide کرتے تھے صوبے کے وسائل آپ کو معلوم ہیں بجٹ آپ کے سامنے پیش ہوتا ہے اس میں ہمارے ساتھ اتنی بھی گنجائش نہیں کہ موجودہ جو ملازم ہیں ان کو تنخواہیں الاؤنس دے دیں تو آنے والوں کے لئے ہمارے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے فیڈرل گورنمنٹ میں جو ہمارا Expected share ہے اس پر آج تک ہمارے ساتھ کسی نے بات نہیں کی کارپوریشن ہے جس کو ہمارے پیسوں سے تنخواہیں دی جا رہی نہیں تھی کہ زیادتی یہ ہے ابھی میں گیس کا ذکر کر رہا تھا کہ سوئی سدرن ہے اور لگ بھگ تقریباً اتنے ہی ڈاکٹر مالک صاحب کو معلوم ہوگا کیونکہ یہ میرے ساتھ این ایف سی میں شامل تھے جو فگوز ہیں ان کے تھے انہوں نے اس میں بھی ہمارے لوگوں کو نظرانداز کیا تنخواہ میری جیب سے جا رہا ہے Employe بھی اپنا آدمی اس میں رکھا ہے روزگار کی حالت ہی کیا ہے اس سے فوراً آپ سروسز لے سکتے ہیں کہ کتنے سفیر ہیں ایک کھوکھی صاحب ہے میرے خیال میں اتنا ہمارا حق بنتا ہے کوئی ایک آدمی بھی ہمارا نہیں ہے کیا پورے صوبے میں اتنا قابل آدمی نہیں ہے وہ بھی میں کہتا ہوں کہ وہ اس کمرے کے برابر اس اسمبلی ہال کے برابر ملک ہے جس میں بیچارا کارپوریشن ہے یا کسی بھی کارپوریشن کا سربراہ دیکھ لیں اس کے بعد اس کے مزدور ہیں نیشنل ہائی ویز دیکھ لیں ٹیلی فون دیکھ لیں یعنی کہ سینکڑوں کارپوریشنز ہیں اس میں ہمارا ایک بھی سربراہ نہیں ہے نہ ایک بھی ان کے جو مزدور ہیں ان لائن جو آتے ہیں کسی طور پر پھر ہم لوگوں میں سے کون اس کو ڈیفائی کرے گا فیڈرل سیکٹرز میں آپ دیکھ لیں گریڈ 21 کے لوگ ہمارے ساتھ موجود ہیں ہم جب بھیج دیتے ہیں کہ یہ گریڈ کس کے لئے ہے ایڈیشنل یا ڈپٹی سیکریٹری بنائے گئے لیکن جو ان کے منظور نظر ہوتے ہیں جن کی

کوئی Say ہوتی ہے اس ملک کی پالیٹکس میں وہاں کے گریڈ 21 کے بھی انچارج بنا دیتے ہیں پورے منسٹریز کی اس وجہ سے ہمارے آدمیوں کو ہم کہتے ہیں ہمارے ملازمتوں کو ہم کہتے ہیں کہ بھائی خدا کے لئے آپ جاتے ہیں اسلام آباد میں وہاں ہمارے Rights کو آپ پروٹیکٹ کریں ہم کو Inform کریں کہ ہمارے ساتھ موقع کے اوپر تاکہ ہم اس کا Politically بھی تدارک کر سکیں وہ کہتے ہیں ہم کو ادھر بھجوا کر کونے میں بیٹھا دیا جاتا ہے نہ کوئی اختیار دیا جاتا ہے ہمارے گریڈ کے لوگ اس وقت آپ کے صوبے میں تین چار آدمی ویسے ہیں جو گریڈ 21 کے تھے ان میں سے کوئی کارپوریشن کا انچارج لگ سکتا ہے آپ کے نیشنل ہائی وے کا جو اس وقت چیئرمین ہے وہ گریڈ 21 کا ہے اس طرح دوسرے کارپوریشن کے جو ہیں وہ گریڈ 21 سے آتے ہیں۔

اس حالت میں کون وہاں جانے کی خواہش رکھے گا۔ جناب یہی میری گزارشات تھیں آپ کے سامنے اس ہاؤس سامنے بحیثیت وزیر خزانہ بھی میری ایک ذمہ داری تھی جو میں نے محسوس کیا ہے اس ملک میں ہو رہا ہے وہ پبلک کے سامنے اور اس ہاؤس کے سامنے لاؤں۔ اور اس قرارداد کے حوالے سے بھی یہ سب کچھ ہم دیکھ بھی رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم کو کتنا اختیار ہے کس کے پاس ہم جائیں اور کونسی اتھارٹی ان کے پاس ہے۔ جو اس کا تدارک کر سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ گارنٹی سے یہ فلور آف دی ہاؤس میں کہتا ہوں کہ جو باتیں میں نے پیش کیں اور جو فیگر میں نے پیش کئے وہ میں ہر جگہ ڈاکومینٹ کے ساتھ پروف کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر انہوں نے اس کو غلط قرار دیا کہ آپ نے جو باتیں کی ہیں اس میں کوئی بات آپ نے اپنی طرف سے جوڑی ہے یا کوئی زیادتی کی ہے یا ایک مطالبہ یا ایک سیاسی Stunt بنایا ہے۔ تو میں بطور ممبر اسے بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ باتیں صحیح ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں کوئی ایسا فورم بھی ہونا چاہئے۔ کوئی ایسی اتھارٹی بھی ہونی چاہئے۔ اتنی زیادتیاں ہونے کے بعد کسی کو سننے کے لئے تیار بھی ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر : عبدالقہار ودان صاحب۔

عبدالقہار ودان (وزیر) : جناب اسپیکر معزز اراکین اسمبلی آج جس تحریک پر بحث ہو رہی ہے۔ میں سب سے پہلے قائد حزب اختلاف سردار اختر مینگل صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کو اس حساس اور ایک نازک مسئلہ پر جو اسمبلی میں اس فورم پر دونوں نے حمایت کی ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر ہمارے ممبر صاحب نے اور خاص کر جعفر مندوخیل صاحب نے صوبائی اناثی میں اور جو مالی تقسیمات ہیں اور اس کے علاوہ جو ہماری مشکلات ہیں اس پر وہ تفصیل سے بولے ایک بات جو میں اس پر بولنا چاہوں گا جسے میں بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ جو اہم بھی ہے وہ ہے اس ملک میں ایک خاص قسم کی۔ جب سے یہ ملک بنا ہے اس وقت سے آج تک ایک خاص قسم کا ادارہ ایک خاص قسم کے لوگ اس ملک کی بربادی کی خاطر بربادی کے لئے اور اس ملک کو توڑنے کے لئے اور اس ملک کو تباہ کرنے کے لئے سازش کر رہے ہیں ہمارے پختون خواہ ملی عوامی پارٹی کی تاریخ رہی ہے ہم نے آج تک کسی ظالم کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے۔ جو حق کی بات ہے اور جو حق ہے وہ ہم نے اسمبلی میں عوام میں لوگوں میں کہی ہے کہ یہ مسئلے ہمارے ملک کو درپیش ہیں اس ملک میں جو بھی مصیبت آئی ہے اسے ہم نے عوام میں اور اسمبلیوں میں اگر اسمبلی میں ہمارے ممبر رہے ہیں اس وقت سے آج تک ہم یہی کہتے آرہے ہیں لیکن اس ملک میں وہ چیزیں نہیں چھوڑتے ہیں وہ صاف باتیں اس ملک میں نہیں چھوڑتے ہیں جو اس ملک میں استحکام کے لئے ہیں اس ملک کو صحیح اور مستحکم رکھنے کے لئے ہیں اس آواز کو آج تک اس ملک میں دبایا ہے مارا اور پیٹا گیا ہے اور یہاں تک کہ جو بھی آدمی وہ آواز لگائے اسے قتل کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں ایک طبقاتی جنگ ہے اسلام میں بھی ہے حق اور باطل کی جنگ اس طرح سچائی اور جھوٹ کی جنگ اس میں تو ہمارا ایمان صاف ہے کہ جو ہم کہتے ہیں کہ حق کے لئے سچ کے لئے اس ملک کی فلاح بہبود کے لئے ہم نے کہی ہے اس پر ہمیں

جو سزا اس ملک کی ایجنسیوں نے دی ہے اور دے رہی ہیں اس کا سلسلہ آج سزا کے لئے ہم آج بھی تیار ہیں ایک سازش کے تحت اس ملک میں غیر استحکامی حالت پیدا کرنا۔ قوموں کو آپس میں لڑانا۔ مختلف مذہبی فرقہ واریت پیدا کرانا۔ اور ادھر یہاں پر ایسے مسائل اور ناقص اندرونی پالیسیاں بنانا۔ کہ اس میں قوموں کے حقوق اور قوموں کے حق صوبوں کی برابری قوموں کی برابری سے انکار کرنا یہ اس ملک میں خاص قسم کی سازش ہو رہی ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ پاکستان کے بعد ہم دو حصوں میں تقسیم ہوگئے کوئی بھی تاریخ دان جن کی اس پر کتابیں ہیں۔ آج بھی اس ملک میں سب کچھ ہے۔ لوگ پڑھ سکتے ہیں کہ مشرقی پاکستان کس لئے بنا اور کس وجوہات پر پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ لوگوں کی اکثریت اور عوام کا جمہوری حق عوام کے حقوق سے انکار کرے گی یہاں پر اس ملک میں کئی بار لوگوں نے ایک خاص ایجنسی نے بغاوت کی ہے۔ اس ملک میں تین چار بار مارشل لاء لگا ہے آئین معطل کردیا گیا۔ لیکن آج تک جیسا کہ ہم بھی جمہوری لوگ ہیں۔ آج بھی جمہوری پارٹیاں اس ملک میں اس صوبوں میں اقتدار میں ہیں۔ آج بھی ہمیں وہ اختیارات حاصل نہیں ہیں جس سے ہم کچھ کر سکیں۔ جس سے ہم کسی سے کچھ بول سکیں یا ہم کسی سے مانگنے سکیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ کون دیتا ہے۔ کون ہے وہ حقوق لینے والا کون ہے یہ تقسیم کرنے والا کون ہے یہ اس ملک میں وہ اسٹیبلشمنٹ وہ ادارے وہ ایجنسیاں چھپکے چھپکے ہاتھ پھیر کر ایک جمہوری گورنمنٹ کو بھی وہ اختیارات نہیں دے رہی ہیں آج بھی اس ملک میں پیپلز پارٹی ہے یہ جمہوری پارٹی ہے اس ملک میں مارشل لاء کے خلاف بہت زیادہ اگر لڑائی لڑی ہے تو پیپلز پارٹی نے یہ جنگ لڑی ہے۔ اگر شہید ہوئے اور زیادہ جدوجہد کی ہے تو اسی پیپلز پارٹی نے کی ہے وہ جو مارشل لاء کے خلاف بولتے تھے یا وہ وعدے جو خود انہوں نے عوام کے خلاف کئے وہ آج نہیں کرسکتے ہیں کونسا ہاتھ ہے۔ آج تو عوام کا مینڈیٹ ہے لیکن اس ملک میں ان ساری چیزوں کو افضل رکھ کر ایک

خاص قسم کے ادارے اس ملک کو چلا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہماری اندرونی اور خارجہ پالیسی ساری ناقص ہے۔ جب تک اس ملک میں جو چار قومیں ہیں۔ یہ ملک کسی کی جاگیر نہیں ہے۔ یہ چار قوموں کا ہے۔ پشتون ہے بلوچ ہے سندھی ہے پنجابی ہے ہر عام چیز میں ان قوموں کو برابر رکھیں۔ خارجہ پالیسی میں کسی سے نہیں پوچھا جاتا ہے۔ افغانستان میں سترہ سال سے مداخلت جاری ہے۔ ایک اعداد و شمار کے مطابق پندرہ بیس ہزار Terrorist کو اس ملک کے خلاف تربیت دی گئی۔ لیکن آج ہم روتے ہیں ہمارا شیوہ رہا ہے کہ ہم ہروقت زمین بیچتے ہیں لوگ لیتے ہیں۔ کشمیر ہم سے چلا گیا بنگال لوگ ہم سے لے گئے۔ کشمیر بھی اسی طرح کہوں گا۔ افغانستان کے بھی اسی طرح کے حالات ہیں۔ ہر جگہ بے جا مداخلت۔ جس کا کوئی پتہ بھی نہیں ہے۔ ہر ملک کی ایک خارجہ پالیسی بنتی ہے مگر ہمارے ملک میں خواہ مخواہ خارجہ پالیسی ایسی بنائی جاتی ہے کہ ہم جو آج پانچ ارب پر یا چار ارب روپے پر لڑتے ہیں ہم جھولی پھیلا کر وہاں مرکز میں جاتے ہیں کہ ہمیں دو ارب روپے دے دیں یا تین ارب دے دیں وہ ہمیں نہیں ملتا ہے۔ اس ملک کے دفاع پر 115 ارب روپے خرچ ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس ملک کا دفاع کریں۔ یہ ہماری فوج کی صرف ذمہ داری نہیں ہے ہمارے سارے عوام کا فرض ہے۔ لیکن جہاں ہم پالیسی بناتے ہیں وہاں کسی قوم سے کسی آدمی سے پوچھے بغیر ہم پالیسی بناتے ہیں ایک خاص اسٹیبلش منٹ ایک خاص ادارہ اس کو بیٹھ کر بناتا ہے۔ اس نے افغانستان میں 17 سالوں سے مداخلت کی اس سے ہمیں کیا ملا ہے وہی ربانی وہی لوگ جن کے ساتھ ہم نے اچھائی کا برتاؤ کیا وہی لوگ ہمارے ساتھ نہیں چل رہے ہیں۔ جس پر ہمیں ناز تھا جنہیں ہم میڈل دے رہے تھے۔ لیکن یہ دیکھیں کہ غلط بات غلط چیز ہے۔ جب آپ کسی کو دھوکہ دے رہے ہیں تو اس کو پانچ سال بعد دس سال بعد اس کو پتہ چلتا ہے کہ اس نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ یہ کیا صورتحال ہے اور ہم یہی کرتے رہے۔ اس سے ہمیں سبق مل رہا

ہے لیکن ہم میں سے کوئی نہیں ہے کہ اس ادارے پر ہاتھ رکھ کر کے کہ بھائی یہ غلطی کب تک؟ پچاس سال غلطی کرکے ہمارے ساتھ کیا رہ گیا ہے؟ ابھی ہمارے ساتھ تنخواہوں کے پیسے نہیں ابھی ہمارے ساتھ ڈویلپمنٹ کے پیسے نہیں ہیں۔ جو بھی ادارے ہمیں پیسے دیتے ہیں آئی ایم ایف یا ورلڈ بینک ہے ہمیں لون دے رہے ہیں وہ اپنی مرضی سے ہر چیز پر ٹیکس لگا کر یہ فلاں فلاں آدمی ہمارا لگاتا ہے۔ اور فلاں فلاں کی پوسٹنگ آپ نے کرنی ہے۔ اس سے اتنی گاڑیاں لینی ہے یہ رقم دفتر کی ہے۔ اتنا دفتر کا آج ہمارے مختلف محکمہ جات ہیں۔ جہاں مختلف سیکٹر کے لئے ہم نے لون لیا ہے اس میں لون دیتے ہیں اور گرانٹ لے لیتے ہیں یہ گرانٹ لون ہمارے صوبے کے لئے ہے اور ہمارے صوبے کو ایک پیسہ کا بھی فائدہ نہیں پہنچاتے ہیں۔ خالی ان کی گاڑیوں کی، ان کی تنخواہوں، ان کی رہائش کے لئے یہ رقم ہے جو لون ہمیں دیتے ہیں وہ بھی اس شرط پر دیتے ہیں جس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور جو پیسے ہمیں دیتے ہیں۔ وہ اس کا ایسا نظام بنا کر دیتے ہیں اور اس ملک میں کرپشن اس اسٹیج پر ہے۔ اس کی ساری دنیا میں چوتھی یا تیسری پوزیشن ہے۔ کوئی ایک روپے کا بھی تحفظ نہیں ہے۔ ہم گورنمنٹ میں ہیں ملازم ہیں پاکستانی ہیں جو بھی آدمی ملازمت کرنے جاتا ہے تو پہلے اس شرط پر کہ یہاں پر کتنے پیسے ملتے ہیں یعنی اتنی کرپشن ہے۔ تو اس ملک میں خواہ مخواہ کشمیر کا مسئلہ انڈیا کے ساتھ ہمارے اختلافات فوج کو بڑھانا اس پر پیسے زیادہ خرچ کرنا۔ افغانستان میں خواہ مخواہ مداخلت یعنی ہر روز اخبار والے کہتے ہیں کہ آپ تو خواہ مخواہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔ ہم تو اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آج کسی کو سمجھ نہیں ہے تو دس سال بعد سمجھ آئے گی۔ کہ بھائی اس ملک میں کوئی بولڈ اسٹیپ لینا ہوگا یہ جو روز روز ملک میں کہ فلاں پارٹی قومی ہے اور صرف ایک بیان ہی دیتا ہے کہ عوام سارے پاکستان میں یہ ہوا ہے کہ اس کی بات نہیں ماننا ہے۔

کیونکہ یہ پاکستان کا مخالف رہا ہے۔ یہ پاکستان کے توڑنے والے ہیں۔ اس ملک کو

بنانے میں انگریز سے آزادی حاصل کرنے میں سب سے بڑی قربانی ہم لوگوں نے دی ہے پشتون لوگوں نے دی ہے۔ انڈیا اور جب پاکستان بن رہا تھا آپ کسی مورخ کسی بھی کتاب میں بھی یہ پڑھ لیں اس بیلٹ میں تو اس قوم کا ذکر ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ہے۔ جب پاکستان بن رہا تھا اس وقت ایک لاکھ پچیس ہزار کے لگ بھگ قیدی تھے۔ اس میں چھبیس ہزار صرف پٹھان تھے۔ انگریز کے خلاف یہاں پر جو لوگ اس ملک کو بنانے کے لئے قبضہ کرنے کے لئے قوموں کو قبضہ کرنے کے لئے صرف پٹھان کے لئے نہیں ہم اس ملک میں دنیا میں ہر انسان کی قدر کرتے ہیں ہر قوم کی قدر کرتے ہیں۔ ہر زبان کی قدر کرتے ہیں اور ہر مظلوم کی قدر کرتے ہیں۔ اور کبھی یہ نہیں کہا کہ ہماری مظلوم قوم کو یہ حق حاصل ہے اور دوسرے کو نہیں بلکہ یہاں پاکستان میں انگریز کے خلاف جدوجہد ہم نے کیا اگر آپ اس بلوچستان میں دیکھیں۔ صعوبتیں برداشت کی ہیں تو ہم نے کی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد حق کی کاطر اس صوبے میں کسی نے لڑائی کی ہے ضیاء الحق کا موجر مارشل لاء تھا۔ اگر کسی نے اس مارشل لاء دور میں قربانی دی ہے شہادت دی ہے تو ہم نے دی ہے۔ جس کی سرٹیفکیٹ کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ کسی آدمی کی سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے کسی ایجنسی کے سرٹیفکیٹ کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ کہ وہ ہمیں پاکستان کے بنانے والے ہیں اور وہ پاکستان کے توڑنے والے ہیں ہمیں تو اس چیز پر فخر ہے اور انگریز جب یہاں پر تھا تو ہم نے قربانی دی ہے۔

میر محمد صادق عمرانی : پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر جناب آپ ایک ٹائم متعین کریں جس پر سب بول سکیں۔ گزشتہ دو دن سے یہ بحث جاری ہے ٹائم سب کے لئے مقرر کرلیں تو سب بول سکیں۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی اسپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب صادق صاحب کتنے لوگ بولنے والے ہیں۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ کا بھی نام آیا ہے۔ کل Extend کر دیتے ہیں۔

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر) : جناب اگر مولانا باری بولے گا تو میں بھی ضرور بولوں گا۔

عبدالقہار ودان (وزیر) : جناب اسپیکر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ کہ جو بھی جتنا ٹائم لے لیں اسے دے دیں۔ یہ ایک مسئلہ ہے اور یہ گزشتہ پانچ چھ سال سے اتنا اہم مسئلہ نہیں آیا ہے۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے تو میں نے کہا تھا کہ ہم حزب اختلاف کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کو کہ یہ پیش کیا ہے اور سب کو بولنے کی اجازت دی ہے۔ یہ بہت حساس اور اہم مسئلہ ہے جو بھی جتنا چاہے بول سکے اچھا ہے۔ تو جناب اسپیکر یہاں پر ہر وقت ہر آدمی ٹیکس دیتا ہے۔ ہم کھانے پینے کے لئے جو بھی چیز لیتے ہیں اس سے آدھے سے زیادہ ہم ٹیکس دیتے ہیں اگر ہم دال کھاتے ہیں ٹیکس دیتے ہیں اگر دال۔ آلو گوشت جو بھی چیز کھاتے ہیں۔ پینا ہے پانی تو اس کا بھی اس ملک کو ٹیکس دینا ہے۔ اور اس ٹیکس کی بنیاد پر اس ملک میں ڈویلپمنٹ ہوتی ہے۔ اور اس ملک میں تنخواہ ملتی ہے۔ اس ملک میں روزگار ملتا ہے جس میں ہر غریب کا ٹیکس ہے جس میں وہ ہر آدمی کھانے پینے والا آدمی ہے اس کا اس میں ٹیکس ہے۔ چاہے وہ فقیر ہے چاہے جتنے بھی آدمی ہیں اس کا اس ملک میں ٹیکس ہے تو ہمارے ٹیکس پر ہمارے اس ٹیکس سے فوج رکھا گیا ہے ہم نے بیوروکریسی رکھا ہے ہم نے جتنے بھی ادارے ہم نے رکھ ہوئے ہیں لیکن ان سے ہماری یہ توقع نہیں ہے کہ وہ اپنے عوام کے ٹیکس سے پانے والا وہی عوام پر ظلم کریں۔ آج اس ملک میں فوج جس وقت جہاں چاہے فوج کشی کر لیتی ہے۔ اور عوام کے آئینی حقوق فلاں حقوق جس طرح چاہے۔ اور اس ملک میں فوج نے چار دفعہ کرپٹ کر دیا ہے ایک فوجی کی جو اس کی ذمہ داری تھی کام تھا ابھی فوج کا کام ہے ڈنڈا مارے فوج کو یہ کہیں کہ ہماری انڈیا کے ساتھ لڑائی ہے فلاں کے ساتھ ہے تو آپ مورچہ سنبھالیں۔ یہ ان کو آتا ہے یہ ان کو نہیں آتا ہے کہ وہ سیاست کریں وہ نہیں ان کا کام کہ ملک کو کس طرح چلائیں فوج ہے

بس فوج اپنے چیز کو زیادہ جانتے ہیں اور ایسے بھی ہونا چاہئے اس طرح سے لیکن اس ملک میں بے جا مداخلت اس ملک میں مارشل لاء لگانا اور ساتھ ساتھ ہم یہ واضح طور پر کہنا چاہتے ہیں کہ آج اس صوبے میں جو اس چھاونی میں حالات ہیں کسی ملک میں نہیں۔ انہوں نے ایسی پابندی لگائی ہے کہ کوئی شخص بھی چھاونی نہیں جاسکتا ہے۔ بھائی وہ عوام سے کیسے اوپر ہوگئے۔ عوام کے ٹیکس سے انہوں نے یہ چھاونی بنایا ہے یہ گاڑی لی ہے۔ پھر وہ معتبر کیسے ہوگئے ہیں۔

اس طرف جو بھی وزارت کی گاڑی جاتی ہے عوام کی جاتی ہے تو نہیں چھوڑتے اس طرف ابھی کوئی جاتا بھی نہیں حکومت کی وہاں پر اسکیمیں ہیں وہ نہیں چھوڑتے ہیں اس روڈ کو بلاک کیا ہوا ہے اور ساتھ ہی سرہ غرگی کے لوگوں کی زمینیں ہیں گورنمنٹ کی اسکیمیں ہیں یہ وہاں پر نہیں چھوڑتے ہیں۔ اگر یہ کوئی کہے آپ کیوں کرتے ہیں کہتے ہیں کہ آپ ملک کے خلاف ہوگئے ہیں آپ فلاں ہوگئے ہیں ڈی سی نے بھی ان کو لکھ کر دیا ہے کہ آپ یہ کس قانون کے تحت کر رہے ہیں۔ یہ ملک کون سے قانون کے تحت چلنا چاہئے کوئی بڑوں کے لئے قانون نہیں ہے۔ چھوٹوں کے لئے قانون ہے وہاں پر ڈی سی نے لکھ کر دیا ہے کہ آپ نے یہ کس قانون کے تحت پوسٹیں لگائی ہیں انہوں نے چیف سیکریٹری کو لکھا کہ آپ کے ڈی سی نے اتنے بے ہودہ الفاظ استعمال کرکے اچھا نہیں کیا ہے کس بنیاد پر کوئی یہاں پر باہر کے لوگ آئے ہیں یہاں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری فوج ہمارے خلاف ہے تو یہ چیزیں ہیں جناب اسپیکر ہم سمجھتے ہیں کہ قوموں کی برابری کی بنیاد پر ہو۔ قومیں برابر ہیں ہر دنیا کی ہر چیز میں برابر ہے تو یہاں خارجہ پالیسی میں اندورنی پالیسی میں ہر چیز میں برابر کا حصہ ہونا چاہئے۔ صوبوں کی از سر نو تشکیل اور خارجہ پالیسی......

جناب ڈپٹی اسپیکر : الفاظ بدمعاشی غیرپارلیمانی لفظ ہے اس کو کارروائی میں اور اخبارات میں نہ چھاپا جائے۔

میر محمد صادق عمرانی : جناب انہوں نے فوج کے خلاف جو نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو یہ واپس لینے چاہئیں کیونکہ وہ تو ملک کے محافظ ہیں۔

عبدالقہار ودان (وزیر) : ٹھیک ہے صادق صاحب ہمارے ہیں ہم تنخواہ دے رہے ہیں یہ اسمبلی دے رہی ہے۔ اس اسمبلی سے بڑھ کر کوئی فوجی بڑا نہیں ہے۔ یہ ہمیں غلط تاثر دے رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہی ایجنسیاں اور یہ ساری کارروائیاں کر رہی ہیں۔ یہ غلط ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : صادق صاحب آپ تشریف رکھیں جو جو غیر پارلیمانی الفاظ تھے حذف کر دیئے گئے۔

عبدالقہار ودان (وزیر) : یہی چیز اس اسمبلی سے اس فورم سے اور قومی اسمبلی سے کوئی بھی اس پاکستان میں بڑا نہیں ہے۔ آئین کے تحت اس فورم سے کوئی بڑا نہیں ہے۔ وہ ملازم ہے اس کو جس وقت بھی بلائے وہ آئے گا۔ آئین کے تحت جب وہ زور آور ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں جو ظلم کرنا ہے وہ ہم پر کر رہے ہیں ٹھیک ہے جو ہماری سیاست ہے اس میں تو ہم جھکیں گے نہیں۔ باقی تو ہمارے ساتھیوں نے سروسز اور ہمارے صوبے کے بارے میں جو کہا ہے وہ کہتے ہیں ایک تو اوپر سے کسی کو حق نہیں ملتا ہے پھر جو یہاں ملک میں ہے نہ تو ہمیں سروسز میں نہ ڈویلپمنٹ میں نہ سر چارج میں نہ فلاں میں جو ہمارے اپنے رسیوسز ہیں اس میں آج تک نہ کوئی پیسے دیتے ہیں نہ کوئی وہ کرتی ہیں۔ ہمارے ایک وزیر صاحب نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ بھائی ہمیں انکار کرتے ہیں اس فورم میں جب صدر اور وزیر اعظم کمٹمنٹ کرتے ہیں وہ بھی نہیں مانتے ہیں۔ آخر وہ کونسے لازمی ادارے کو وہ مانتے ہیں۔ کدھر ہم کس کو فریاد کریں تو اس فریاد کو ہم سمیٹ کرکے تھوڑا کرکے کہیں گے کہ ہم بیٹھ جائیں تاکہ اس پر کوئی لائحہ عمل سوچا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے ان لکھے ہوئے چند پوائنٹس کی مدد سے تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ سردار اختر جان کی تحریک التواء جو صوبے کی خودمختاری کے متعلق ہے۔ جناب اسپیکر بلوچستان پاکستان کی اس چار اکائیوں میں سے نہ صرف ایک اکائی ہے۔ اور پاکستان کے کل رقبہ کا 44 فیصد ہے اگر پنجاب آبادی کے لحاظ سے ملک کا بڑا صوبہ ہے۔ تو زمینی علاقے اور زرعی اعتبار سے بلوچستان سب سے وسیع و عریض ہے اس طرح بلوچستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ مگر وفاق کے اندر بلوچستان کو ایک چھوٹے سے صوبے سے بھی کمتر درجہ حاصل ہے۔ گویا وسائل اور اختیارات کے ضمن میں بلوچستان کی اہمیت ایک کارپوریشن سے زیادہ نہیں ہے۔

حالانکہ آئین کی رو سے چاروں صوبوں کی حیثیت برابر تسلیم کی جاتی ہے۔ مگر اس کے برعکس وفاق کے اندر بلوچستان کو اہم معاملات میں اعتماد میں نہیں لیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب بلوچستان کی سرحدیں بہت بڑی اور لمبی ہیں۔ ایک طرف افغانستان سے ملتی ہیں دوسری طرف ایران سے ملتی ہیں۔ اور تیسری طرف ایک ہزار کلومیٹر سے زیادہ لمبا ساحل سمندر ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ ملک کے اندر صوبہ سندھ سے صوبہ پنجاب سے بھی سرحدیں ملتی ہیں۔ اور بلوچستان قدرتی لحاظ سے مالا مال ہے بلوچستان کی گیس کا 60 فیصد سارے ملک کو اس کے ایک ضلع سے ملتی ہے۔ کوئلہ سنگ مرمر اور دوسری معدنیات بھی بڑا وسیلہ ہے بلوچستان کا اور پاکستان کا۔ ملک کی برآمدات میں مچھلی کی برآمد کا بلوچستان ہی سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ زراعت چاول گندم، چنا، سیب، کھجور، انگور، انار وغیرہ سب سے زیادہ پیداوار والا صوبہ ہے مگر افسوس ہے کہ اس قدر معاشی جغرافیائی سیاسی بین الاقوامی اہمیت کا حامل ہونے کے باوجود بلوچستان کو وفاق کے اندر پچاس سال گزرنے کے بعد بھی حق نہیں مل سکا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اب ستم تو یہ ہے کہ اب زمینوں کی الاٹ منٹ کے اختیارات

بلدیاتی اداروں اور مالکان کی جائے مرکز کو حاصل ہوگئے حتیٰ کہ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کے اختیارات کو سلب کرلیا گیا ہے۔ اگر صوبائی حکومت کوئی زمین کسی کو بھی الاٹ کرے تو مرکز اس کو منسوخ کرسکتا ہے۔ اس بڑی زیادتی اور صوبائی خودمختاری کی پامالی کی اور کوئی مثال نہیں ہے۔ اب تو یہ بھی ڈر ہے کہ آئندہ پانی کے نلکے لگانے کے لئے بھی اسلام آباد میں درخواست بنا کے دے گا۔ جناب اسپیکر اب وقت آگیا ہے کہ 1973ء کے آئین کو وقت کے حالات کے مطابق عوام کو خواہشات کے مطابق بنایا جائے اور تبدیل کیا جائے اور تو ہر حکمران نے آئین کی سینکڑوں ترمیموں کے ذریعے آئین کی شکل کو بگاڑ دیا ہے۔ اور صوبوں کی خودمختاری کو کم سے کم کردیا ہے جو آئین موجود ہے اس پر بھی عمل نہیں کیا جارہا ہے۔ جبکہ صوبہ بلوچستان کا مرکز میں ملازمتوں کا کوٹہ 5.14 فیصد ہے وہ بھی ہمیں بمشکل ایک فیصد مل رہا ہے وہ بھی باہر کے ڈومی سائیل کو جو یہاں کا ڈومی سائیل بناتے ہیں کو ملتا ہے۔ بلکہ اب نئے آئین کی تشکیل کی ضرورت ہے جس میں آبادی کے ساتھ علاقائی زمین کے حساب سے صوبوں میں برابری کی بنیاد پر کی جائے۔ اب ضرورت ہے کہ دفاع، کرنسی، امور خارجہ، مواصلات کے علاوہ باقی تمام محکمہ جات صوبوں کو منتقل کئے جائیں جس سے وفاقی اکائیوں کو تقویت ملے گی اور اس سے وفاق مستحکم ہوگا۔

جناب اسپیکر یاد رہے کہ (ایم۔ آر۔ ڈی) کی تحریک کے دوران بھی پیپلزپارٹی اور اس کے اتحادیوں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ وفاق کے اندر چار اکائیاں ہوں گی۔ باقی محکمے صوبوں کے حوالے کئے جائیں گے۔ جبکہ اس وقت مرکز میں پیپلزپارٹی کی حکومت ہے۔ تو ان کے لئے بھی مشکل نہیں ہے کہ وہ اس پر عمل درآمد نہ کرسکے۔ جناب اسپیکر جمہوری وطن پارٹی عرصہ دراز سے صوبہ کی خودمختاری کے لئے جدوجہد کرتی آرہی ہے۔ اور جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نواب محمد اکبر خان بگٹی نے ہر فورم میں آواز بلند کی چاہے سیمینار کی شکل ہو یا اخبارات چاہے یا اسمبلی کے ایوان کے ذریعے تو اس

حوالے سے مختصراً" حوالہ دیتا ہوں 4 اکتوبر 1989ء میں نواب صاحب نے اس اسمبلی فلور پر قرار داد پیش کی تھی صوبائی خود مختاری کے متعلق یہاں تو اس کی تقریر کافی لمبی چوڑی ہے میں صرف ان کا حوالہ دینا ہی مناسب سمجھتا ہوں اور اسی طرح 8 فروری 1990ء میں نواب صاحب نے دو مرتبہ صوبائی خود مختاری سے متعلق تحریکوں کی حمایت کی ہے۔ جمہوری وطن پارٹی شروع ہی سے پچھلے پانچ چھ سال سے صوبائی خود مختاری کے لئے کوشش کرتی آرہی ہے اور صعوبتیں بھی اسی سلسلے میں آج اسے درپیش ہیں۔ آج نواب صاحب ایک قسم سے پابند سلاسل ہیں۔ وہ بھی اسی کا سلسلہ ہے۔ اگر ان کے بیٹے کو شہید کیا گیا اس کی بھی یہی وجہ تھی کہ اس نے صوبائی خود مختاری کی بات کی تھی۔ آج اگر بلوچستان کے اندر قبائلی رنجشیں پیدا کی گئی ہیں۔ قتل و غارت کئے جا رہے ہیں وہ بھی یہی سلسلہ ہے تاکہ یہاں کے عوام آواز نہ اٹھا سکیں اپنے حقوق کے لئے ہر قبائل کو ایک دوسرے سے لڑایا گیا تاکہ وہ خاموش رہیں اور اوپر اپنے بات کو نہ پہنچا سکیں۔ جناب اسپیکر میں اپنی تقریر کو مختصر کروں گا اس ایوان کو معلوم ہے آئین کے دفعہ 153 اور 154 کے تحت جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نواب محمد اکبر خان بگٹی نے مرکزی حکومت کو مجبور کیا کہ مشترکہ مفادات کے کونسل کا اجلاس بلایا جائے حالانکہ اس سے پیشتر مشترکہ مفادات کا کونسل کا اجلاس ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے وقت میں تشکیل دیا گیا اس کے بعد مارشل لاء کی حکومت نے غیر قانونی طریقے سے اس کو ختم کردیا۔ پھر 1988ء میں ہمارے صوبے کو معاشی بحران کا مسئلہ پیش آیا تو نواب صاحب نے دوبارہ اس کو اٹھایا۔ اور مرکزی حکومت کو مجبور کیا کہ مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلایا جائے اس طرح پہلی دفعہ اس پر عمل در آمد ہوا۔ جناب میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے بھی (سی اے بی) کے نام سے اپنے صوبے کی خود مختاری کے لئے ایک معاہدہ کیا جس کے تحت کچھ معمولی زیادہ تو نہیں حقوق منوائے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہر مرکزی

حکومت نے معاہدہ پر عمل درآمد نہیں کیا جس طرح 5.14 پرسنٹ کے حساب سے صوبہ بلوچستان کو وفاق میں ملازمتوں کا کوٹہ مانا گیا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا بلکہ اب تو 5.14 تو نہیں رہا۔ یہ تو 1981ء کی مردم شماری کے حساب سے تھا اب اگر مردم شماری کرائی جائے تو میرے خیال میں پندرہ یا بیس پرسنٹ کے درمیان ہماری آبادی ہے۔ اس طرح 5.14 کے حساب سے وفاق میں سیکریٹری کا کوٹہ ہونا چاہئے جبکہ مندوخیل صاحب نے بتایا تھا کہ وہاں صرف ایک سیکریٹری ہے تو ہمارا اگر وہاں ایک سیکریٹری ہوگا تو یہ کس طرح ہماری نمائندگی ہوسکے گی۔ 5.14 کے مطابق ملک کے کارپوریشنوں کے چیئرمین بلوچستان سے لئے جائیں گے ایک معاہدہ ہوا تھا لیکن کسی ایک کارپوریشن میں بھی ہمارے صوبہ بلوچستان سے کوئی چیئرمین بھی نہیں۔ حتیٰ کہ سینڈک اور پٹ فیڈر میں بھی باہر کے لوگ رکھے گئے ہیں اسی طرح غیر ممالک میں 5.14 کے مطابق بلوچستان سے سفیر مقرر کئے جائیں گے۔ غالباً" ایک ہی سفیر لیا گیا ایک چھوٹے سے ملک کے لئے ہماری پارٹی شروع سے ہی خود مختاری کے لئے کوشاں رہی ہے اور بھرپور طریقے سے جدوجہد کرتی رہی ہے۔ اس کے علاوہ جعفر مندوخیل صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ پچھلے سال بھی ایک بحران صوبہ بلوچستان میں پیش آیا تھا۔ اس سلسلے میں وہ ہمارے فنڈز نہیں دے رہے تھے۔ پھر انہوں نے حزب اختلاف کو اپنے اعتماد میں لیا اور اسمبلی سے ایک قرارداد پاس کرائی گئی اور مرکز کو مجبور کیا گیا کہ وہ بجٹ میں ہمارا حق دے۔ پھر اس کے بعد تھوڑی رقم ہمارے صوبے کو ملی تھی تین ارب یا کچھ اس طرح لیکن ہمیشہ کہیں سے آواز آئے گی چاہے اپوزیشن یا ٹریژری بینچز کی طرف سے ہم ہمیشہ بلوچستان کے مفاد کے لئے ان کا ساتھ دیتے رہے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ مندوخیل صاحب نے اپنی تقریر کے دوران بہت ساری باتیں کہیں لیکن یہ بول گئے کہ وہ صوبے میں ہمارے ساتھ مساویانہ رویہ اختیار نہیں کرتے ہیں۔ آپ نے اریگیشن اور ایگریکلچر کے لئے ایک کروڑ روپے ٹریژری بینچز والوں کو دیا گیا حزب اختلاف کے

رکن حلقہ انتخاب سے تعلق نہیں رکھتے ہیں کیا وہ عوامی نمائندے نہیں ان کے علاقے کے لوگوں کی ضروریات نہیں ہیں تو اس طرح بھی ناجائز صوبے کے اندر نہیں ہونا چاہئے بہرحال ہم اختر جان کی تحریک کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ جمہوری وطن پارٹی کی طرف سے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی صادق عمرانی صاحب۔

میر صادق عمرانی : جناب اسپیکر گزشتہ دو دن سے یہاں ایک تحریک التواء پر بحث کی جارہی ہے پہلی بات یہ تحریک التواء اور متحدہ اپوزیشن کے حوالے سے نہیں بلکہ رکن صوبائی اسمبلی اختر جان کی جانب سے تصور کی جاتی ہے۔ ہماری پارٹی اور اتحادی جے یو آئی کا اس پر یہ موقف ہے جہاں تک صوبائی خود مختاری اور صوبے کی حقوق کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے تمام وہ قوتیں جو اپنے آپ کو جمہوریت یا قوم پرستی کے حوالے سے اپنے آپ کو چیمپئن سمجھتی ہیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے اندر 1947ء سے لے کر آج تک اس ملک کی سالمیت اور صوبوں اور قوموں کے حقوق کے لئے جو جدوجہد پاکستان پیپلزپارٹی نے کی میں سمجھتا ہوں کسی نے بھی اس سلسلے میں کوئی اہم رول ادا نہیں کیا۔ اتنے حد تک کہ 1970ء میں اس ملک کے اندر یہاں کے عوام کو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں تھا اور اس کے لئے بھی ہماری پارٹی نے جدوجہد کی شہید ذوالفقار علی بھٹو نے جدوجہد کی بلکہ ہماری پارٹی نے اس ملک میں جمہوریت کے لئے اور آئین کی پاسداری کے لئے اور 1973ء کے آئین کی بھرپور جدوجہد بلکہ انہوں نے تین آمروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس سلسلے میں ہمارا ایک دستاویزی ثبوت ہے آئین کے بارے میں ہماری پارٹی کا جو میں آپ لوگوں کو پڑھ کر سناتا ہوں کہ پاکستان پیپلزپارٹی نے 1970ء کے عام انتخابات میں اپنے منشور میں ایک ایسے آئین کی تشکیل کا وعدہ کیا تھا جو اسلامی جمہوری پارلیمانی اور وفاقی طرز کا آئینہ دار ہو پیپلزپارٹی نے اپنے دور اقتدار میں اس

وعدے کی تکمیل کا اہتمام اقتدار سنبھالنے کے چند ماہ کے اندر اندر 21 اپریل 1972ء کو ایک عبوری آئین ملک کو دیا۔ اور اسی دن مارشل لاء اٹھالیا حالانکہ پارٹی کو 12 اگست 1972ء تک مارشل لاء کو توسیع دینے کا اختیار مل چکا تھا۔ 12 اپریل 1973ء کو پہلا مستقل آئین بالغ رائے حق دہی کی طرز پر منتخب کئے گئے عوام کے نمائندوں نے متفقہ طور پر منظور کیا اس آئین پر پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں نے اتفاق رائے کیا اور 12 اگست 1973ء کو اس کا نفاذ عمل میں آیا۔ یہ آئین وفاقی تھا اور اس صوبوں کو پہلے سے کئی زیادہ خود مختاری دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی وعدہ کیا گیا تھا کہ دس سال بعد وقت کے تقاضوں کے مطابق صوبائی خود مختاری کے مسئلے پر دوبارہ غور کرکے وسعت دی جائے گی اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک واضح قومی طرز حکومت فراہم کرتا تھا جو موثر وفاقی اقتدار کا حامل تھا آئین کے وفاقی نوعیت کے پیش نظر پہلی بار ملک میں سینیٹ کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں تمام صوبوں کو مساوی نمائندگی دی گئی مزید برآں صوبوں کے مشترکہ مفادات کی پالیسیاں واضح کرنے کے لئے ایک کونسل تشکیل دی گئی جس میں وفاق اور صوبوں کو مساوی نمائندگی حاصل تھی' اس آئین کے تحت نظام حکومت پارلیمانی تھا حکومت کے تمام ارکان لازمی طور پر پارلیمینٹ کے رکن ہوتے تھے اور حکومت کو پارلیمینٹ کے سامنے جوابدہ قرار دیا تھا پاکستان میں پہلی بار ہر قسم کے استحصال کے خاتمے کے لئے آئینی دفعات وضع کی گئی تھیں یہ آئین قومی اتحاد کی طرف ایک اہم پیش قدمی تھا اور اس کے ذریعے ایک قومی پذیر معاشرے کی بنیاد رکھ دی گئی تھی لیکن طالع آزما جنرل ضیاء الحق نے 5 جولائی 1977ء کو اقتدار پر غاصبانہ قبضے کے بعد ملک پر فوجی آمریت مسلط کردی 1973ء کے متفقہ آئین کو ختم کردیا اور اس طرح ملک کی وحدتوں کے درمیان پیدا ہونے والی اتفاق کو نفاق اور تعصبات میں تبدیل کرکے پاکستان کی بنیادوں پر ضرب کاری لگائی جناب اسپیکر سب سے پہلے اس ملک کو ایک آئین پاکستان پیپلز پارٹی نے دیا اور آج بھی ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہم صوبوں کی خود مختاری

اور تمام معاملات میں صوبے خود مختار ہیں اور بلوچستان کے جو بھی ایشوز ہوتے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر موجود ہیں وفاقی حکومت ان کو ہمیشہ اعتماد میں لیتی آئی ہے اور انشاء اللہ وہ اس سلسلے میں خود وضاحت کریں گے باقی جہاں تک تعلق ہے کہ دس سال کے بعد اس آئین کو وسعت دی جائے گی اور حالات کے مطابق آئین میں تبدیلیاں کی جائیں گی وہ اس صورت میں کہ اس ملک کے اندر جب مارشل لاء نافذ کیا گیا تمام جمہوری ادارے تمام جمہوری پارٹیاں ان کو قید و بند و مصائب کا سامنا کرنا پڑا آج جس تحریک کے حوالے سے یہاں بحث ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب اس ملک میں جمہوریت اور جمہوری نظام حکومت قائم ہوئی تھی تو ان تمام قوتوں جو یہاں پر صوبوں کے حقوق کی بات کرتی ہیں یا جمہوریت کے علمبردار یا چمپئن بننے کی کوشش کرتی ہیں یا قوموں کی نمائندگی کی بات کرتی ہیں ان قوتوں نے آج جب یہ خود مختیاری کی بات کرتی ہیں انہوں نے اس صوبے کو کیا دیا کس کس مد میں کہاں کہاں انہوں نے خود مختاری دینے کی بات کی' یہاں جو بھی خود مختیاری ملی تو پیپلز پارٹی نے دی ہے یہاں پر جو اہم منصوبے بنے جو عام ادارے بنے یا عام منصوبے جن پر کام چل رہا ہے وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور اور اس کی کوششوں کے نتیجے میں اس صوبے کے اندر ہو رہے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں رقبے کے لحاظ سے بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے یہاں پر اور ترقیاتی عمل ہونا چاہئے لیکن میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اس ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہاں پر یہاں کی قوم پرست قوتیں ہیں جو ہمیشہ اس کی راہ میں رکاوٹ بنے آج بھی جب صوبائی خود مختاری اس ملک کے اندر دی گئی 1973ء کے آئین میں سب سے پہلے ان لوگوں نے ضیاء الحق کے مارشل لاء کی حمایت کی جب جمہوریت کی بحالی کے لئے جدوجہد کی جا رہی تھی اس ملک میں 5 جولائی 1977ء کو رات کے وقت مارشل لاء نافذ کیا گیا تو وہ قوتیں جنرل ضیاء الحق کے ساتھ اسی گورنر ہاؤس کے اندر بیٹھی ہوئی تھیں اور یہاں سے لندن اور کابل چلے گئے لیکن ہم یہاں رہتے

ہوئے ہماری پارٹی نے اس آئین کے لئے اس جمہوریت کے لئے اس صوبے کے بنیادی حقوق کے لئے جدوجہد کی اور آج تک ہم اس پر قائم ہیں۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر) : (پوائنٹ آف آرڈر) صادق صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ قوم پرستوں نے جمہوریت کی بحالی اور آئین کے بالادستی کے لئے کام نہیں کیا۔ (شور)

میر صادق عمرانی : تو جناب اسپیکر آج بھی یہاں پر صوبے کے اندر جو ترقیاتی عمل ہے وہ وفاقی حکومت اور پیپلز پارٹی کا ہے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ قوتیں جب اس ملک کے اندر آمریت کے ذریعے یا چور دروازے سے اقتدار میں آئی انہوں نے صوبے کے قومی حقوق کو اور صوبے کے عوام کا استحصال کیا زیادتیاں اور ناانصافیاں کیں یہاں پر لوگوں کو پھانسیاں دی گئی کوڑے مارے گئے' قید و بند میں ان کو رکھا گیا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی نے کبھی اس قسم کی سوچ کا تصور نہیں کیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری چاہے جتنے بھی ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوں چاہے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اگر ہم اس صوبے کی قسمت کو بدلنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس اس بلوچستان کے اندر اتنے قدرتی وسائل موجود ہیں کہ ہم ان کو بروئے کار لائیں اور یہاں پر جو بھی حکومتیں بلوچستان کے اندر ہیں اس میں قوم پرستوں کی نمائندگی رہی ہے یا ان لوگوں کی جو غیر جمہوری قوتوں کا ساتھ رہے ہیں ان کا ایک الائنس یہاں رہا لیکن اسطرف کوئی بھی توجہ نہیں دی جارہی کہ ہم اپنے وسائل کو بروئے کار لائیں صوبے کے اندر تیل موجود ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس کو نکالنے میں کون سی قوتیں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں تو یہاں پر اگر تیل نکلتا ہے یہاں پر صنعتیں لگتی ہیں تو اس میں سب سے زیادہ اس صوبے کے عوام کی بہتری ہوگی تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں کی حکومت اور تمام پارٹیاں ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ صوبے کے عوام کے لئے صرف نعرے کی حد تک نہیں جب ان کی سیاسی ساکھ گرتی ہے تو پھر ایک نہ ایک ایشو اپنے لئے کھڑا کرتے ہیں کہ جی

وفاق یا ایجنسیاں تو آپ لوگوں کو بھی چلا رہی ہیں چیف منسٹر صاحب جب صبح اٹھتے ہیں تو ساری ایجنسیوں کی رپورٹیں ہوتی ہیں کہ کہاں کیا ہو رہا ہے تو اس طریقے سے تمام فوج کو ایجنسیوں کو تمام چیزوں کو ہر چیز کو صرف اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوموں کے ساتھ صوبے کے ساتھ زیادتی ہوگی یہاں پر جب بھی سیاسی ساکھ گرتا ہے تو ایشوز بنائے جاتے ہیں۔

لیکن اس طریقے سے کیونکہ اگر ایشو بنانا چاہیں گے تو بہت سے لوگ اور بھی ایشو بنا سکتے ہیں جو بہتر نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں کی ترقی میں سب سے بڑی قوتیں یہاں کی قوم پرست تنظیمیں ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ یہاں کے لوگوں کو امن کے بجائے جنگ دی پیار کی بجائے نفرت دی اور تعلیم کی بجائے ان کو بندوقیں دی گئی اور یہ چیزیں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور بد قسمتی سے یہ چیزیں ہمارے صوبے میں ہو رہے ہیں۔ خان صاحب ہم نے آپ کی تقریر میں کبھی مداخلت نہیں کی ٹھیک ہے آپ کو شامل کریں گے تو جناب اسی طریقے سے جو تحریکیں پیش کی جاتی ہیں وہ لوگ جنہوں نے آج تک اس ملک کی وحدتوں اور سالمیت کو سلیم نہیں کیا اسی کوئٹہ میں انہوں نے جنرل آروڑا زندہ باد کے نعرے لگائے یہیں پر انہوں نے آزاد گریٹر آف بلوچستان کی باتیں کیں گریٹر آف پختونستان کی بات کی جاتی ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ قومی سلامتی کے دائرے کار میں رہ کر ہم صوبائی خود مختاری کے ضرور حامی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ مل جل کر اس صوبے کی ترقی پر تمام قوتیں اپنی نفرتوں کی بجائے بلوچ اور پختون کو ایک دوسرے کے خلاف لڑانے کی بجائے انسانیت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں میں سمجھتا ہوں کہ تمام چیزیں ہمارے مسائل ضرور حل ہوں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب صادق عمرانی صاحب 15 منٹ ہوگئے آپ مزید کچھ ٹائم۔

میر محمد صادق عمرانی : جناب دوسروں کو تو آپ نے دو گھنٹے بولنے دیا اگر

ہمیں بھی کچھ ٹائم دے دیں تو آپ کی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : نہیں قاعدہ نمبر70 کے تحت ٹریژری بینچز سے 20 منٹ تک بول سکتے ہیں اور 15 منٹ تک بولنے کی اجازت ہے۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : میرے خیال میں آپ اجازت دے دیں ٹائم کی پابندی مت رکھیں آج پورا نہیں ہوتا تو کل بھی رکھ لیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

محمد صادق عمرانی : تھینک یو۔ جناب اسپیکر اسی طریقے سے یہاں کی استحصالی قوتوں اور یہاں کی قوم پرست تنظیموں نے ہمیشہ اس صوبے کا استحصال کیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ شکر ہے کہ آج جعفرخان مندوخیل بھی جو جمہوریت کی بات کرتے ہیں لیکن ہمیشہ انہوں نے غیرجمہوری قوتوں کا ساتھ دیا یقیناً" یہ سبق اگر اس کے ذہن میں آجائے تو آئندہ اور بھی یہ جمہوریت پسند بنیں گے تو جناب اس صوبے میں جو اہم منصوبے چل رہے ہیں تعلیمی ادارے بولان میڈیکل کالج' سینڈک کا اہم منصوبہ خضدار کراچی آر سی ڈی ہائی وے کی تعمیر73-74 میں ہوا ہے جب آپ کے والد صاحب بھی اس کے لئے جدوجہد کر رہے تھے وہاں کچھ قوتیں نہیں چاہتی تھیں کہ ایسا ہو اسی طریقے سے بہت اہم منصوبے اس صوبے میں پاکستان پیپلز پارٹی نے دیئے ہیں اور ہماری پارٹی یقیناً" صوبائی حکومت کے ایسے اقدامات کی جو اس صوبے کو ترقی کے لئے دیں گے تو ہماری پارٹی اور ہم اس صوبے کے عوام کے حقوق کی پاسداری کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور ہمارے پارٹی نے جمہوریت کے لئے آئین کی بالادستی کے لئے جب 5 جولائی 1977ء کو مارشل لاء لگا تو سب سے طویل جدوجہد کی میں نے خود بلوچستان میں طویل عرصہ قیدو بند کی صعوبتیں برداشت کیں تو یقیناً" آج ان کی جدوجہد کے نتیجے میں یہاں پر اس ملک کے اور جمہوریت ہے آج بھی اس جمہوری قوتوں کے خلاف وہ قوتیں جنہوں نے ہمیشہ چور دروازے سے اقتدار میں آنے کی کوشش کی آج بھی وہ لوگ ان اداروں اور

جمہوریت کو مستحکم کرنے کی بجائے وہ غیر جمہوری طریقے استعمال کر رہیں ہیں لیکن ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی کو اس صوبے کے اندر بلوچستان جو بدترین قسم کی جاگیرداری نظام سرداری نظام کی شکل میں تھا جس کے خاتمے کے بغیر بلوچستان کے عوام کو آزادی کی نعمتوں سے منور نہیں کیا جاسکتا تھا انہوں نے 1976ء میں اس فرسودہ نظام۔

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر) : پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر ڈاکٹر حئی کافی ہے ہم لوگوں کو گالیاں دینے کے لئے آپ کب اس میں شامل ہوگئے ہیں۔

میر محمد صادق عمرانی : وہ ڈاکٹر حئی بھی ہمارا دوست ہے تو ہمیشہ وہ ان تمام چیزوں میں رکاوٹ بنے تو یقیناً" آج ہم ان تمام کو دعوت دیتے ہیں کہ ماضی کی ان کوتاہیوں کو ان غلطیوں سے توبہ کرکے اس صوبے کی ترقی کے لئے اگر آپ جدوجہد کرائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبہ پاکستان کے رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے تو میں سمجھتا ہوں ہم اتنے امیر ہوجائیں گے کہ خلیج کے لوگ یہاں آکر مزدوری کریں گے اور بلوچستان کے لوگوں کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی جناب اسپیکر اسی طریقے سے یہاں بات کی۔ ملازمتوں کے حوالے سے مختلف حوالوں سے ہمیشہ ہمارے مسلم لیگی ہمارے کولنگ ساتھی جعفر مندوخیل صاحب کا وتیرا رہا ہے کہ وہ ہمیشہ ہر چیز کو وہ اسی طرف لیتے ہیں کہ جی سازش ہے تو یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ اس صوبے کے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار ملنی چاہئے ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ وفاق کے تمام اداروں میں بلوچستان کے لوگوں کی حقیقی نمائندگی ہونی چاہئے لیکن اس کے لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس حد تک جہاں تک ملازمتوں کا سلسلہ ہے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں سپریم کورٹ کا جو فیصلہ آیا تھا کہ تمام پوسٹوں پر اپائنٹمنٹ کرنے سے پیشتر ان کو Advertise کیا جائے۔ اس کو Advertise کیا جاتا ہے بلوچستان کا جو بھی کوٹہ بنتا ہے اس کو بلوچستان کے کوٹے کے حساب سے جو لوگ اپلائی کرتے ہیں انہیں ملازمت دی جاتی ہے بلکہ انہوں نے بات کی 3.5 فیصد کی ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بلوچستان کے ساتھ

ہم بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ہمارے صوبے کے لوگوں کو روزگار ملنا چاہئے۔ ملازمتیں ملنی چاہئے لیکن یہاں پر جو صوبائی محکمے ہیں ہم بھی ان سے یہ توقع کرتے ہیں کہ بلاامتیاز یہاں کے لوگوں کو دیں اور یہاں پر میں ایک محکمے کی آپ کو مثال دوں یہاں تو ایسا لگ رہا ہے اس صوبے کے اندر کہ صوبے کا کوئی وزیر نہیں ہے ہر ایک اپنے حلقے کا وزیر ہے ایس اینڈ جی اے ڈی میں ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یعنی ایک بلوچ کو یا ایک پنجابی کو یا یہاں بلوچستان کے رہنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسے ایس اینڈ جی اے ڈی میں اس کو ملازمت ملے تو ان چیزوں کا بھی خیال رکھیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) : پوائنٹ آف آرڈر صادق صاحب کلیم اللہ کو پچھلے سال تمام بجٹ میں 6 نوکریاں دی ہیں 6 ڈویژن کے 6 نوکریاں دی ہیں آپ نے دیا کیا ہے بلوچستان کو جو آپ نوکریاں مانگ رہے ہیں اور جو سوئی گیس میں ایک ہزار دو ہزار نوکریاں ہیں چار ہزار نوکریاں سوئی گیس کی کدھر چلی گئی ٹیلی فون کی کدھر چلی گئی آپ نوکریوں کے متعلق پوچھ رہے ہیں 6 ہزار کے متعلق کوئی بات نہیں کر رہے ہیں سائیں۔

محمد صادق عمرانی : اتنا خار کھا رہے ہیں اگر چار ہزار نوکریاں ملی ہیں تو شکر ہے کہ یہاں بلوچستان کے لوگوں کو ملی ہیں۔

جعفر خان مندوخیل (وزیر) : وضاحت میں کروں گا۔ بلوچستان کے لوگوں کو نہیں ہمارے پیسوں سے دوسرے صوبے کے لوگوں کو ملی ہیں۔ بلوچستان میں دو تین سو آدمیوں کو اگر اس میں ...... یہ ریکارڈ پر بات ہے میں ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں سوری صادق صاحب انٹرپٹ کیا لیکن وضاحت کے لئے میں نے کہا کہ جو ملے ہیں وہ بلوچستان کے لوگوں کو نہیں ملے ریکارڈ کے اوپر ہے۔

محمد صادق عمرانی : آپ ہمیشہ کرتے ہیں یہ پہلا موقع نہیں ہے۔

جعفر خان مندوخیل (وزیر) : نہیں نہیں میں نہیں کرتا ہوں اس لحاظ سے نہیں کرتا۔

محمد صادق عمرانی : ہم لوگوں نے کبھی آپ کی تقریر میں مداخلت نہیں کی آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ یہی کرتے رہتے ہیں خیر بجٹ کا سیشن بھی آئے گا تو آپ کو بھی بولنے نہیں دیں گے تو جناب اسپیکر اسی طریقے سے آج تک 47ء کے بعد یہاں پر صوبے کے اندر جو بھی حکومتیں بنی ہیں وہ اپنے آپ کو الزامات سے بری کرنے کے لئے وہ ہمیشہ وفاق فوج ایجنسیوں پنجاب کو استعمار وہ کہاں گیا بڑی خوشی کی بات ہے ساری زندگی پختونخوا نے ایم آر ڈی کے حوالے سے ہمارا ساتھ دیا ہے۔ کچھ عرصہ ہمارے ساتھ رہے۔ یہاں پر کہتے ہیں کہ اور ساری زندگی پنجابی استعماریت کا لفظ استعمال کرتے رہے شکر ہے کہ وہ آج استعماری قوتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور نواز شریف اس ملک کے اندر کوئی اسے عوامی اور جمہوری مینڈیٹ ابھی حاصل نہیں ہوا ہے اور 1990ء میں بھی جس چور دروازے سے برسراقتدار آیا۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں یہاں کے عوام کے ساتھ لوگوں کے ساتھ یہاں کے عوام کے رائے حق رائے کو راتوں رات کس طریقے سے تبدیل کیا ہے اور بھی قوتیں بیٹھی ہوئی ہیں جمہوریت کی بات کرتی ہیں جمہوریت کی میں ایک ضرور بات کروں گا آج یہیں پر مگسی صاحب کے علاوہ کوئی شخص بیٹھا ہوتا شاید مولانا باری اور سردار اختر مینگل صاحب اور ہم جیل میں ہوتے۔ یہاں بھی جو قوتیں آئیں ان میں تنقید برداشت کرنے کی ہمت اور جرات انہیں نہیں تھی۔ نمبر نہیں بڑھا رہے ہیں جب 88ء کے انتخابات میں بھی منتخب ہو کر آیا خود گواہی دیں گے سعید ہاشمی صاحب اور مگسی صاحب جو کراچی میں میرے پاس آئے تھے اور اس وقت دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ آپ اپنی وابستگی تبدیل کریں اور ان سرداروں نے اس قوم کو کیا دیا ماسوائے نفرتوں کی جنگ کے لڑائی کے اور یہ قوموں کی تباہی کے ذمہ دار یہاں کی قوتیں ہیں۔ گیارہ سال لندن اور کابل میں بیٹھے رہے اور آج یہاں اس صوبے کی

قومی خود مختاری کے چمپئن بن رہے ہیں یقیناً یہاں کے قوموں کے حقوق کی پاسداری ہماری قوموں کا فلسفہ ہے اور نظریہ ہے اور یہاں پر بلاامتیاز قوموں کی خدمت ہمارا بنیادی نکتہ ہے اس طریقے سے ہم تمام دوستوں کو کہیں گے کہ نفرت کی بجائے پیار امن جنگ کی بجائے لوگوں کو پیار دینے کی بجائے ان کی اس منزل کی طرف لے جانا چاہتے ہیں جہاں پچھلے جو منفی سوچ جو اس صوبے ملک میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ یقیناً جب تک ہم ان چیزوں کو طے نہیں کریں گے تو سب سے پہلے ہمیں اس اپنے صوبے کے اندر بیٹھ کر طے کرنا چاہئے کہ یہاں پر نفرتوں کا خاتمہ ہو نسلی لسانی اور گروہی بنیادوں پر لوگوں کی تقسیم در تقسیم جو قوتیں یہاں کر رہی ہیں ان کا خاتمہ ہونا چاہئے تاکہ اگر ہم مسلمان ہیں اگر آپ اللہ قرآن کعبہ کو ایک مانتے ہیں تو پھر یہاں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ لوگوں کو آپ نسلی بنیادوں پر لڑانے کی کوشش کریں۔ صرف اپنے ذاتی مقاصد اور مفادات کے لئے تو وہ ــــــــ

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب صادق عمرانی صاحب یہ بحث رول 275 کے تحت یہ بحث دو گھنٹے تک جاری رکھی جا سکتی ہے اور دو بجے اجلاس برخاست کرنا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب اسپیکر میری رکوئسٹ (Request) ہے کہ صادق صاحب کو کل بھی موقع دیں تاکہ وہ صوبائی خود مختاری اور موضوع کے متعلق بھی بولیں۔ آج تو صرف وہ اپنے مخالفوں کو لعن طعن اور اپنی پارٹی کے راگ الاپ پائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : عمرانی صاحب اگر آپ کی تقریر لمبی ہے تو کل جاری رکھیں۔ اس تحریک پر کل بھی اسمبلی کارروائی کے بعد بحث جاری رہے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 23 مئی 96ء گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کی کارروائی دوپہر مورخہ 23 مئی 96ء گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گئی)